بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تَبٰرَکَ الَّذِیۡ نَزَّلَ الۡفُرۡقَانَ عَلٰی عَبۡدِہٖ لِیَکُوۡنَ لِلۡعٰلَمِیۡنَ نَذِیۡرًا

دینی، علمی اور تبلیغی مجلّہ

ماہنامہ الفرقان ربوہ

مئی سنہ ۱۹۶۰ء

ایڈیٹر
ابو العطاء جالندھری

سالانہ اشتراک
پاکستان و بھارت : پانچ روپے
دیگر ممالک : دس شلنگ

نائبین
۱۔ چودھری محمد شریف خالد، ایم۔ اے
۲۔ مولوی غلام باری سیف مولوی فاضل

تعاونوا علی البر والتقوی

قسط ۱

"الفرقان" کے خاص معاونین

لائف ممبر بننے والے بزرگان و احباب کے لئے تحریکِ دعا

"الفرقان" کے گزشتہ شمارہ میں احباب سے گزارش کی گئی تھی کہ وہ دس سال کا چندہ یکمشت پیشگی (پاکستان و بھارت کے لئے پچاس روپے اور بیرونی ممالک کے لئے پانچ پاؤنڈ) ادا فرما کر الفرقان کے دس سالہ دور کے لئے "لائف ممبر" بننا منظور فرمائیں۔ ایسے خاص معاونین کے اسماء گرامی شکریہ کے ساتھ دس سال تک ہر ماہ تحریک دعا کیلئے شائع ہوتے رہیں گے۔

اس تحریک پر ماہ اپریل ۱۹۶۰ء میں مندرجہ ذیل بزرگ حضرات اور احباب کرام نے تعاون کا ہاتھ بڑھایا ہے۔ جزاھم اللہ خیراً۔ احباب ان کے لئے دعا فرمائیں نیز خود بھی معاونینِ خاص میں شمولیت فرما کر ممنون فرمائیں۔ تا آئندہ ماہ کے شمارہ میں ان کے اسماء گرامی بھی اس زمرہ میں درج ہو سکیں:-

(۱) سیدی حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے ربوہ

(۲) حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم۔اے ربوہ

(۳) جناب چودھری محمد شریف صاحب خالد ایم۔اے ربوہ

(۴) جناب صالح الشیبی الہندی صاحب انڈونیشین۔ نئی دہلی

(۵) جناب حکیم سید پیر احمد شاہ صاحب شہر سیالکوٹ

(۶) جناب چودھری نذیر احمد صاحب ایڈووکیٹ نائب امیر شہر سیالکوٹ

(۷) جناب قاضی خلیل الرحمن خان صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر ڈھاکہ

(۸) جناب قریشی عبدالرشید صاحب تحریک جدید ربوہ

(۹) جناب پروفیسر رفیق احمد صاحب ثاقب ابن جناب قاضی محمد رشید صاحب سابق وکیل المال

(۱۰) جناب سیٹھ اللہ جوایا صاحب تاجر ملتان

(۱۱) جناب شیخ محمد منیر صاحب دنیاپور

(۱۲) جناب چودھری نذیر احمد صاحب ایم۔ایس سی۔ غانا (افریقہ)

(۱۳) " " بشیر احمد صاحب منیر ربوہ۔

(۱۴) جناب عبدالرحمن صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ گوجرانوالہ

(۱۵) جناب چودھری محمد لطیف صاحب ایم۔اے ربوہ

خاکسار

ابوالعطاء جالندھری

ایڈیٹر الفرقان

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۙ

دینی، علمی اور تبلیغی مجلّہ

ماہنامہ الفرقان ربوہ

جلد ۱۶	مئی سنہ ۱۹۶۶ء	شمارہ ۵

بدلِ اشتراک

پاکستان و بھارت .. .. .. پانچ روپے

دیگر ممالک .. .. .. دس شلنگ

فی پرچہ آٹھ آنے

ایڈیٹر

ابو العطاء جالندھری

نائب ایڈیٹرز

چوہدری محمد شریف خالد ایم۔اے

مولوی غلام باری سیف مولوی فاضل

مندرجات

• الفرقان کے خاص معاونین، لائف ممبر بننے والے بزرگان اور احباب کے لئے تحریک دعا — ٹائیٹل ص۲

• افریقہ میں تبلیغی کام اور جماعت احمدیہ، جماعت اسلامی سے جناب حفیظ ملک کی درخواست — ایڈیٹر ص۳

• مسیحی مناد ڈاکٹر بلی گراہم کو مبلغِ اسلام کا چیلنج، ڈاکٹر گراہم کی طرف سے واضح الفاظ میں عجز کا اظہار، ماخوذ — ص۸

• البیان — قرآن مجید کا سلیس ترجمہ اور مختصر تفسیر — ایڈیٹر ص۹

• قتلِ حسینؓ و کردارِ یزید، کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام — ص۱۳

• دُعا کی قوت کا ایک نمونہ، حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی — ص۱۵

• خالقِ کائنات کی آیات (نظم) جناب عبد الرحمٰن صاحب نسیم — ص۱۷

• حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام کی اہمیت، جناب صوفی بشارت الرحمٰن صاحب ایم۔اے — ص۱۹

• پیرا سائیکالوجی کے اسباب، جناب ڈاکٹر عبد الحمید صاحب چغتائی — ص۲۰

• تحریکِ بہائیت کے متعلق ضروری معلومات، ایڈیٹر — ص۲۳

• خلافتِ احمدیہ (نظم) جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل — ص۲۴

• حضرت باوا نانک کا اسلام، جناب گیانی عباد اللہ صاحب — ص۲۷

• نئی کتابیں (تبصرہ) تبصرہ نگار — ص۳۲

• شذرات — ایڈیٹر ص۴۶

افریقہ میں تبلیغی کام اور جماعت احمدیہ

مشہور عیسائی پادری بلی گراہم کے منصوبے

"جماعت اسلامی" سے جناب حفیظ ملک کی درخواست

معاصر "نوائے وقت" کے نمائندہ متعین واشنگٹن امریکہ جناب حفیظ ملک صاحب نے ذیل کا ایک درد مندانہ اور پُرجوش مقالہ لکھا ہے:-

"اس میں شک نہیں کہ مغربی ممالک میں اور بالخصوص امریکہ میں مذہب اور حکومت کو الگ الگ کر دیا گیا ہے لیکن جب مذہب سے حکومت کو فائدہ پہنچنے کا امکان ہوتا ہے تو مغربی سیاست دان اور پادری اس صورت حال سے فائدہ اٹھانے سے گریز بھی نہیں کرتے۔ یہ کوئی معیوب بات بھی نہیں اس لئے کہ آخر ایسی صورت حال سے کون فائدہ نہیں اُٹھائے گا۔ لیکن اس میں قباحت صرف اتنی ہے کہ حکومت اور مذہب کے اتّصال کو بظاہر ایک معیوب بات تصور کیا جاتا ہے اور زور اس بات پر دیا جاتا ہے کہ جہاں تک ہو سکے مذہب کو حکومت سے الگ ہی رکھا جائے۔ اس نظریاتی بحث کا تعلق بین الاقوامی سیاست سے تو خیر بہت ہی گہرا ہے۔ اس کی مثال افریقہ کا براعظم ہے۔ اب جبکہ افریقی براعظم آزاد ہو رہا ہے تو مغربی ممالک کو یہ دشواری پیش آ رہی ہے کہ کس طرح حبشیوں کے ساتھ "روحانی" یا نظریاتی رابطہ قائم رکھا جائے۔ یہ مسئلہ غور طلب ہے اور اس کا حل آسان بھی نہیں اس لئے کہ عیسائیت بدقسمتی سے سفید فام مغربی قوموں کا مذہب بن کر رہ گئی ہے اور سفید فام کا جو رویہ حبشیوں اور دیگر غیر سفید اقوام کے ساتھ رہا ہے یا اب ہو رہا ہے اس کی مثال جنوبی افریقہ کے وحشیانہ اقدام سے ملتی ہے امریکی وزیر بھی اس مسئلہ سے آگاہ ہیں اگرچہ افریقہ میں امریکہ کی کوئی نوآبادی نہیں لیکن خود امریکہ کا ریکارڈ بھی حبشیوں کے سلوک کے متعلق کچھ اچھا نہیں ہے۔ اگرچہ اب یہاں یہ دن رات کوشش کی جا رہی ہے کہ امریکی حبشیوں کو پورا پورا شہری بنایا جائے۔

افریقہ کے آزاد ہونے پر افریقی عوام ایک

انتہائی مشکل نفسیاتی مصیبت میں پھنس رہے ہیں
افریقہ کے اکثر حصوں میں اب بھی انسان دھات
اور پتھر کے زمانہ میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور
جو زیادہ ترقی کر چکے ہیں۔ ایک شدید جذباتی
ایمانی اور روحانی بحران میں مبتلا ہیں۔ افریقہ
کے عوام میں بظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ کبھی
کوئی پیغمبر نازل نہیں ہوا۔ اب تک افریقہ ایام
جہالت کا بہترین نمونہ ہے۔ سوال یہ ہے کہ
افریقہ میں عوام کا مذہب کیا ہوگا۔ یہ ایک ایسا
مسئلہ ہے کہ امریکی پادری اس پر بڑی سنجیدگی
سے غور کر رہے ہیں۔ حال ہی میں امریکہ کے
مشہور و معروف پادری بلی گراہم نے افریقہ
کا دورہ کیا۔ گذشتہ ہفتے انہوں نے صدر
آئزن ہاور سے وائٹ ہاؤس میں ۴۰ منٹ
کے لئے تبادلہ خیالات کیا اور صدر آئزن
ہاور کو یہ مشورہ دیا کہ نائیجیریا کا دورہ کریں
کیونکہ اکتوبر میں نائیجیریا انگریزوں کی غلامی
سے آزاد ہو جائے گا۔ پادری بلی گراہم نے
رپورٹروں کو ملاقات کے بعد بتایا کہ امریکہ
کے لئے لازم ہے کہ وہ افریقہ کے عوام کے
نیشنلزم کے ساتھ پوری پوری ہمدردی کرے۔
صدر آئزن ہاور کے ردعمل پر بحث کرتے ہوئے
بلی گراہم نے کہا کہ صدر آئزن ہاور نے نائیجیریا
کے دورے کے مسئلہ پر غور کرنے کا وعدہ کیا
ہے۔ اس خیر سگالی کے دورہ سے امریکہ کو جو
فائدہ پہنچے گا وہ محتاج بیان نہیں لیکن پادری
بلی گراہم کو جو غم ہے وہ کسی اور مسئلہ سے
ہے۔ انہوں نے رپورٹروں کو بتایا کہ مسلمان
مشنری افریقہ میں جب سات حبشیوں کو مسلمان
بناتے ہیں تو عیسائی مشنری کہیں مشکل سے تین
حبشیوں کو عیسائی بنانے میں کامیاب ہوتے
ہیں۔ اسلام کی ترقی کو روکنے کے لئے بلی گراہم
ایک مشنری پروگرام وضع کر رہے ہیں۔ ان کا
خیال یہ ہے کہ امریکی حبشیوں کو عیسائیت کی
تبلیغ کے لئے مشنوں میں بھرتی کرنا چاہیئے
جو اپنے افریقی بھائی بندوں کو آسانی سے
عیسائی بنا سکیں گے۔ اس کے علاوہ بلی گراہم
نے کہا کہ وہ ان مشنریوں کو اپنے مشن میں بھرتی
کریں گے۔ جو علم نسلیات اور جناب رسالت
مآبؐ کی تعلیمات سے آگاہ ہوں گے۔ تاکہ وہ
اسلام کی کمزوریوں کو افریقی عوام پر واضح
کر سکیں۔

اب سوال یہ ہے کہ افریقہ میں تہذیب
اور علم و ہنر اور مذہب پھیلانے کی ذمہ داری
کس حد تک پاکستانیوں پر عائد ہوتی ہے
جہاں تک ہمارے عرب بھائیوں کا تعلق ہے
وہ تو عرب نیشنلزم کے سوا بات نہیں کرتے اسلام
ان کے لئے ثانوی اہمیت رکھتا ہے۔ بھارت
کے پاس کوئی ایسا مذہب نہیں جس کی تبلیغ کی
جا سکے۔ لیکن اس کے باوجود بھارت افریقہ

میں ثقافتی تبلیغ کر رہا ہے۔ ہر سال افریقہ سے طلباء کی ایک خاص تعداد بھارتی یونیورسٹیوں میں اعلیٰ تعلیم کے لئے آتی ہے۔ صرف مشرقی افریقہ کو لے لیجئے اب تک ۱۳۵۰ افریقی طلبہ بھارتی یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کر چکے ہیں جن میں سے ۲۰۰ طلبہ واپس جا چکے ہیں نیروبی کے ایسٹ افریقن ٹائمز (جو احمدیہ جماعت کا اخبار ہے) کے بیان کے مطابق ۱۹۵۹ میں بھارت نے ۸ وظیفے یوگنڈا کے حبشی طلبہ کو دیئے ــــ۔ کینیا کے طلبہ کو ۴ ٹانگانیکا کے طلبہ کو اور ایک انجلا کے طالبعلم کو دیئے گئے۔ بھارت میں انڈین کلچرل کونسل ان طلبہ کو تمام سہولتیں مہیا کرتی ہے جہاں تک افریقی ممالک کا تعلق ہے! افسوس ہے کہ ان کے متعلق مکمل فہرست حاصل نہ ہو سکی لیکن اندازہ کیا جاتا ہے کہ اس سال سینکڑوں طلبہ افریقہ سے بھارت میں تعلیم کی غرض سے آتے ہیں۔ یہی جوان طلبہ کل ان افریقی ممالک کے لیڈر ہوں گے! اور ان کے توسط سے بھارت کو جو سیاسی فائدہ پہنچے گا۔ اس کا آسانی سے اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

افریقہ میں اگر کوئی پاکستانی مذہبی جماعت باطور مشنری کام کر رہی ہے تو وہ جماعت احمدیہ ہے۔ مشرقی افریقہ میں مسلمانوں کی آبادی ۱۵ فیصد ہے جس میں ایسٹ افریقن ٹائمز کے بیان کے مطابق ۱۰۰,۰۰۰ افریقی لوگ احمدی ہیں تنگنیزی مشرقی افریقہ میں تقریباً دس لاکھ افریقی مسلمان ہو چکے ہیں جن میں سے غالب اکثریت احمدیوں کی ہے کینیا کے سرحدی صوبوں میں اسلام کو فروغ ہو رہا ہے اور یہاں بھی غالب اکثریت احمدیوں کی ہے۔ نیروبی میں تو خیر احمدیوں نے ایک بہت بڑا مذہبی تبلیغی مرکز قائم کر رکھا ہے جو روزانہ انگریزی اخبار بھی شائع کرتا ہے! اور اس کے علاوہ تعلیم کے لئے اس سینٹر نے کالج وغیرہ بھی قائم کر رکھے ہیں۔

ہمیں احمدیت سے شدید اختلافات ہیں اور ہم عقیدہ ختم نبوت کے مسئلہ میں احمدیوں بالخصوص قادیانی فرقہ کے تصوّرات کو بالکل باطل اور گمراہ سمجھتے ہیں! اور سواد اعظم کی طرح ان تصوّرات سے نفرت و بیزاری کا اظہار کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود ہمیں ان کی مساعی کی داد دینی پڑتی ہے۔ بلکہ ہم جب اپنے حالیہ دورہ میں گئے۔ تو اسلام کی طرف سے اگر کسی جماعت نے انہیں مباحثہ کی دعوت دی تو وہ جماعت احمدیہ تھی کینیا، یوگنڈا اور ٹانگانیکا میں اس وقت ۲,۵۰۰,۰۰۰ مسلمان آباد ہیں لیکن ان کی تعلیمی حالت بہت

ہی کمزور ہے۔ عیسائی مشنری سکولوں اور کالجوں کے ذریعہ سے طلبہ کو عیسائیت کی طرف راغب کر رہے ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا جماعت احمدیہ کے سوا پاکستان میں اور کوئی مذہبی جماعت موجود نہیں جو افریقہ میں اسلام کی تبلیغ کے کام کو انجام دے سکے پاکستان میں جماعتِ اسلامی بہت ہی با اثر جماعت ہے۔ مولانا مودودی کے سیاسی خیالات سے ہمیں بہت زیادہ اختلافات ہیں لیکن ہمیں اس بات کا پورا پورا یقین ہے کہ اگر وہ افریقہ میں مشنری کام کا بیڑہ اٹھائیں تو اس سے صرف اسلام کی ہی نہیں بلکہ پاکستان کے علاوہ انسانیت کی خدمت بھی ہو گی حقیقت یہ ہے کہ آج تک غیر ممالک میں جتنا بھی اسلامی مشنری کا کام ہوا ہے۔ وہ علماء نے اپنی ذاتی حیثیت میں ادا کیا ہے اب ضرورت ہے۔ کہ تبلیغی کام کو منظم کیا جائے اگر جماعت اسلامی سیاسی خواہشوں اور دفاتر کے خواب سے علیحدہ ہو کر افریقہ میں اسلامی تہذیب و تمدن پھیلانے کی کوشش کرے۔ تو ہمیں توقع ہے کہ فروغ اسلام میں رکاوٹ ڈالنے سے متعلق بلی گراہم کے تمام ارادے ناکام ہو کر رہ جائیں گے۔ اس لئے کہ جماعت اسلامی میں جو علماء ممبر کی حیثیت سے شامل ہیں۔ وہ صحیح معنوں میں اسلام کے عالم ہیں اور ان کے توسط سے جو اسلام پھیلے گا۔ وہ افریقی لوگوں کو روحانیت کے سرچشموں سے فیضیاب کرے گا درا صل یہ مسئلہ ایسا ہے کہ اس پر حکومت پاکستان کو تبلیغی کام کرنے والی جماعتوں کی اعانت کرنی چاہیئے کیا ہم مولانا مودودی سے یہ امید رکھ سکتے ہیں کہ وہ افریقہ میں تبلیغی کام کا بیڑا اٹھائیں گے؟ ہماری رائے میں تو ان سے بہتر انسان پاکستان میں اس کام کے لئے موجود نہیں۔ (نوائے وقت ۱۲۔ اپریل ۱۹۶۰ء)

الفرقان ۔ اس مفصل مکتوب میں افریقہ میں جماعت احمدیہ کی اشاعتِ اسلام سے متعلقہ مساعی کو سراہنے کے ساتھ ساتھ اسے "سند نمائندگی" عطا کرنے سے اسلئے انکار کر دیا گیا ہے کہ جماعت احمدیہ ختمِ نبوت کے بارے میں غلط نظریہ رکھتی ہے۔ محترم حفیظ ملک صاحب نے درحقیقت اس موضوع پر زیادہ غور نہیں فرمایا ورنہ وہ ایسی سراسر غلط بات کبھی نہ لکھتے۔ ان کے خط سے ظاہر ہے کہ ان کے دل میں اسلام کے لئے درد ہے اور وہ عیسائیوں کی اشاعتِ مسیحیت کیلئے سرگرمیوں سے فکرمند ہیں اسلئے ہم ان سے نہایت ادب سے عرض کرتے ہیں کہ یہ ہمارے مخالفین کا سراسر ناجائز پروپیگنڈہ ہے کہ جماعت احمدیہ ختمِ نبوت کی منکر ہے۔ قرآن مجید نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو **خاتم النبیین** قرار دیا ہے اور جماعت احمدیہ قرآن مجید کو دائمی شریعت یقین کرتی ہے اور اس کے کسی ایک حکم اور بیان کو بھی قابلِ تنسیخ خیال نہیں کرتی اسلئے یہ تو ہرگز ممکن نہیں کہ جماعت احمدیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کا انکار کرے۔

یہ مخالفین کا محض معاندانہ پروپیگنڈہ ہے۔ ہم صدق دل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین کرتے ہیں۔ بلکہ حسب فتویٰ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ ہر شخص کو جو ختم نبوت کا منکر ہے کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج جانتے ہیں۔
ہمارے اور ہمارے مخالفین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ماننے کے بارے میں ہرگز کوئی اختلاف نہیں۔ اختلاف صرف یہ ہے کہ ان کے نزدیک خاتم النبیین کے بعد حضرت عیسیٰؑ جو مستقل نبی تھے دوبارہ تشریف لائینگے کیونکہ وہ خاکی جسم کے ساتھ ابھی تک آسمانوں پر زندہ بیٹھے ہیں۔ ہمارا عقیدہ از روئے قرآن مجید یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ دیگر انبیاء علیہم السلام کی طرح فریضۂ تبلیغ ادا فرما کر طبعی طور پر وفات پا گئے ہیں۔ آنے والا موعود امتِ محمدیہ کا ایک فرد اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اُمتی ہے جس نے آنحضرتؐ کی اتباع کے طفیل اُمتی نبوت حاصل کی ہے جو محض اسلام کی سربلندی اور قرآنی شریعت کے قیام کے لئے عطا کی جاتی ہے پس یہ الزام سراسر باطل ہے کہ ہم ختمِ نبوت کے منکر ہیں۔

حفیظ ملک صاحب کی پُر زور خواہش ہے کہ مولانا مودودی یا دوسرے قابل علماء اہلسنت تبلیغِ اسلام کی خاطر افریقہ جائیں۔ ہمیں معلوم نہیں کہ علماء حضرات کی طرف سے اب اِس **اپیل** کا کیا جواب دیا جائے گا لیکن ہم اتنا جانتے ہیں کہ آج تک ان علماء صاحبان کا تبلیغِ اسلام سے گریز کسی خاص وجہ سے ہے۔ اسلام کی تبلیغ کے لئے اپنے عقیدہ پر جو **بصیرت** حاصل ہونی چاہیئے۔ پھر اسلام کی تبلیغ کے لئے جو **فدائیت** اور **مومنانہ جنون** ہونا چاہیئے یہ علماء صاحبان اس سے یکسر محروم ہیں۔ اسلئے وہ اہلِ سیاست کی دیکھا دیکھی دنیوی مناصب اور سفلی وجاہت کی تگ و دَو میں عمریں خرچ کر رہے ہیں۔ آفتابِ **رسالت** سے بُعد کے باعث انہوں نے بعض ایسے عقائد بھی اختیار کر لئے ہیں جنکی موجودگی میں وہ غیر مسلموں بالخصوص مغربی ممالک کے عیسائی صاحبان کو ہرگز جرأت مندانہ تبلیغ نہیں کر سکتے۔
ان علماء کا یہ اعتقاد کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تو وفات پا کر مدینہ منورہ میں مدفون ہیں مگر حضرت مسیح علیہ السلام بجسدہ العنصری آج تک چرخ چہارم پر زندہ موجود ہیں ان علماء کو مسیحیوں کو تبلیغ کرنے میں بڑی **روک** ہے۔ پھر قرآنی آیات کو منسوخ ماننے کا اعتقاد، نیز مکالمہ الٰہیہ کو بند قرار دینے کا عقیدہ، اور مسیح ناصریؑ کا انتظار ایسے امور ہیں کہ وہ لوگ علیٰ وجہ البصیرت تبلیغِ اسلام نہیں کر سکتے۔
مولانا مودودی اور "اسلامی جماعت" کو "حکومت پاکستان کے مسلمان بنانے" کا جو جوش و جنون ہے اسی سے انہیں فرصت کہاں ہے کہ افریقہ میں جا کر مشرکوں اور عیسائیوں کو مسلمان بنائیں۔ بہرحال دیکھا جائے گا کہ نمائندہ "نوائے وقت" کی اِس تحریک کا کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

بقاداران سے

التماس ہے کہ اپنے ذمہ کے بقایاجات جلد از جلد ادا فرما کر ادارہ سے تعاون فرمائیں! (مینجر الفرقان)

مسیحی منّاد ڈاکٹر بلی گراہم کو مبلّغ اسلام کا چیلنج

ڈاکٹر گراہم کی طرف سے واضح الفاظ میں عجز کا اظہار

امریکہ کے شہرہ آفاق مسیحی مناد ڈاکٹر بلی گراہم نے سنہ ۱۹۶۰ء کے اوائل میں ایک وسیع تبلیغی دَورہ کا پروگرام بنایا اس دَورہ کے سلسلہ میں جب ڈاکٹر بلی گراہم مارچ کے اوائل میں مشرقی افریقہ کے شہر نیروبی پہنچے اور انہوں نے بڑے بڑے عظیم الشان جلسوں سے خطاب کیا تو مشرقی افریقہ میں جماعت احمدیہ کے رئیس التبلیغ محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب فاضل نے اسلام کی طرف سے انہیں ایک چیلنج دیا۔ انہوں نے ڈاکٹر گراہم کے نام جو خط لکھا اور جو وہاں کے اخبارات میں بھی شائع ہوا اس کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

نیروبی ۳ر مارچ سنہ ۱۹۶۰ء

ڈیر ڈاکٹر گراہم!

مَیں احمدیہ مسلم مشن مشرقی افریقہ کے رئیس التبلیغ کی حیثیت سے نیروبی میں آپ کی آمد پر بڑی مسرت اور گرمجوشی کے ساتھ آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ عیسائیت کی تبلیغ کو اپنا مطمح نظر قرار دینے میں آپ نے جس رُوح اور جذبے کا اظہار کیا ہے وہ واقعی قابلِ قدر ہے اور مَیں آپ کے اس جذبہ اور رُوح کو سراہنے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتا جس مقصد کے تحت آپ نے یہاں تشریف لانے کی زحمت اٹھائی ہے اس کو مدِنظر رکھتے ہوئے میرے لئے یہ امر بھی زیادہ ضروری ہوجاتا ہے کہ میں آپ کو اسلام کی طرف دعوت دوں۔ اور اسلام کی بے نظیر تعلیم کا مطالعہ کرنے کی طرف توجہ دلاؤں۔

(۲) بلاشبہ آپ بخوبی واقف ہیں اور اچھی طرح جانتے ہیں کہ انجیل کے بیان کے مطابق یسوع مسیح کا اپنا فرمان یہ ہے کہ "درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے"۔ اسی طرح یسوع مسیح نے یہ بھی کہا ہے کہ:۔

"اگر تم میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان
ہوگا تو اس پہاڑ سے کہہ سکو گے کہ یہاں سے
سرک کر وہاں چلا جا اور وہ چلا جائے گا۔
اور کوئی بات تمہارے لئے ناممکن نہ ہوگی"

پھر یہ بھی اسی کا فرمان ہے کہ:۔

"یقین رکھتے ہوئے جو کچھ تم اس سے
مانگو گے وہ سب کچھ تمہیں دیا جائے گا"

مسیح کے یہ اقوال ایک ایسے معیار کی حیثیت رکھتے ہیں جس کی مدد سے کسی مذہب کی صداقت کو بآسانی پرکھا جاسکتا ہے۔ اب سوال صرف یہ رہ جاتا ہے کہ آیا اِس معیارِ مذاہب کی صداقت کو پرکھنے کا اِس سے بڑھکر اور کوئی موقع ہوگا جبکہ آپ مشرقی افریقہ کے لوگوں کی بھلائی کی خاطر خود یہاں تشریف لائے ہوئے ہیں؟ آپ نے بڑے بڑے شاندار مقالے رقم فرمائے ہیں اور مروجہ عیسائیت کی تائید میں بڑی زور دار اور گرما گرم تقاریر کی ہیں لیکن اگر خود یسوع مسیح کے

بتائے ہوئے طریق کے مطابق آپ کے اپنے مذہب کی صداقت عملاً دُنیا پر ظاہر ہونے کی صورت نکل آئے تو یہ بات آپ کی ان تمام مساعی پر جو اب تک آپ کر رہے ہیں سبقت لیجائیگی۔

(۳) اس کے بالمقابل میرا دعویٰ یہ ہے کہ آج روئے زمین پر صرف اور صرف اسلام ہی وہ ایک زندہ مذہب ہے جس پر عمل کر کے لوگ نجات یافتہ قرار پا سکتے ہیں۔ اور یہ کہ مروّجہ عیسائیت آسمانی تائید و نصرت اور انسانوں کی حقیقی راہنمائی کے وصف سے یکسر بے بہرہ ہے۔ لہذا میں عوام کی بھلائی کی خاطر پُوری عاجزی اور اخلاق کے ساتھ آپ کو ایک ایسے مقابلے کی دعوت دیتا ہوں جس کے ذریعہ ہم اپنے اپنے مذہب کی صداقت کو آشکار کر سکتے ہیں۔

(۴) مقابلے کا ایک طریق یہ ہے کہ تیس ایسے مریض لے لئے جائیں کہ جو میڈیکل سروس کینیا کے ڈاکٹر صاحب کے نزدیک لاعلاج ہوں۔ ان تیس مریضوں میں سے دس یورپین، دس ایشیائی اور دس افریقن ہوں۔ انہیں قرعہ کے ذریعہ میرے اور آپ کے درمیان مساوی تعداد میں بانٹ لیا جائے۔ پھر دونوں مذاہب کے پیروؤں میں سے چھ چھ آدمی ہمارے ساتھ آ کر شامل ہوں اور ہم اپنی اپنی جگہ اپنے اپنے مریضوں کی صحت یابی کے لئے خدا کے حضور دُعا کریں تاکہ اس امر کا فیصلہ ہو سکے کہ کس کو خدا کی تائید و نصرت حاصل ہے اور کس پر آسمان کے دروازے بند ہیں۔

(۵) مجھے یقین ہے کہ آپ کو یہ تجویز قبول کرنے میں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ عین اُن اصولوں کے مطابق ہے جو یسوع مسیح نے خود بیان فرمائے ہیں لیکن اگر آپ نے اس تجویز کو قبول کرنے سے انکار کیا تو دنیا پر یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں اور دو اور دو چار کی طرح ثابت ہوجائے گی کہ صرف اور صرف اسلام ہی وہ زندہ مذہب ہے جو خدا کے ساتھ تعلق قائم کرنے کی صلاحیت سے بہرہ ور ہے۔

آپ کا مخلص (دستخط) شیخ مبارک احمد

رئیس التبلیغ احمدیہ مسلم مشن مشرقی افریقہ (نیروبی)

اگرچہ ڈاکٹر گراہم نے محترم شیخ مبارک احمد صاحب کے اس چیلنج کا کوئی جواب نہ دیا لیکن جب وہاں کے اخبارات میں اس چیلنج کا خوب چرچا ہوا اور اخبارات نے محترم شیخ صاحب کا فوٹو شائع کر کے آپ کے چیلنج کو اہمیت دی تو ایک شخص نے اس چیلنج سے متاثر ہو کر ڈاکٹر گراہم کے ایک پبلک لیکچر کے بعد ان سے سوال کیا کہ کیا وہ کوئی ایسی مجلس بھی منعقد کریں گے جس میں وہ بیماروں کو چنگا کرنے کے لئے خدا سے استمداد کریں۔ اس پر انہوں نے سراسر عجز کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ میرا کام محض وعظ کرنا ہے مریضوں کو چنگا کرنا نہیں۔ ان کے اس جواب پر نیروبی کے نامور اخبار "دی سنڈے پوسٹ" نے لکھا کہ یہ ہے وہ جواب جو ڈاکٹر گراہم نے مبلغ اسلام شیخ مبارک احمد صاحب کے چیلنج کا بالواسطہ طور پر جواب دیا ہے۔ چیلنج قبول کرنے سے ڈاکٹر گراہم کا یہ انکار اور مقابلے پر آنے سے عجز کا اظہار اسلام کی ایک شاندار فتح پر دلالت کرتا ہے جو جماعت احمدیہ کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے مشرقی افریقہ میں ظاہر فرمائی فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

ذیل میں نیروبی کے مشہور اخبار "دی سنڈے پوسٹ" کے نوٹ کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے۔

(باقی ص ۳۸ پر ملاحظہ ہو)

سورۃ البقرۃ ع ۳۸

البیان

قرآن مجید کا سلیس اردو ترجمہ مختصر اور مفید تفسیری حواشی کے ساتھ

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً

جو لوگ اپنے مال رات دن ، پوشیدہ طور پر اور سب کے سامنے راہِ خدا میں خرچ کرتے ہیں

فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ج وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

ان کے لئے ان کے خدا کے ہاں خاص اجر ہے۔ ان پر نہ خوف ہوگا اور نہ وہ

يَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ

غمگین ہوں گے (انکے برعکس) جو لوگ سود خوری کرتے رہیں گے انہیں کوئی قیام اور ثبات حاصل نہ ہوگا

اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ط

ہاں وہ اس شخص کی مانند کھڑے ہونگے جسے شیطانی لالچ نے دیوانگی کے باعث مخبوط الحواس کر رکھا ہو۔

تفسیر:-

اِس رکوع میں اللہ تعالےٰ نے صدقہ وخیرات کرنے والے افراد کو معاشرہ کیلئے نہایت بابرکت وجود قرار دیا ہے اور انہیں اچھے اور بہتر انجام کی بشارت دی ہے۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ ایسے لوگوں کو پسند کرتا ہے اور ان کے اموال میں بھی برکت دیتا ہے اور ان کی نیک نامی اور عزت کو بڑھاتا ہے۔ آخرت میں بھی وہ لوگ خدا تعالےٰ کے مقبول بندے ہوں گے۔ اور ہر قسم کے غم و حزن سے محفوظ رکھے جائیں گے۔

اِس کے برعکس سود کھانے والے لوگوں کو معاشرہ کے لئے نحوست اور لعنت ٹھہرایا

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ

یہ اسلئے ہوا کہ انہوں نے کہا کہ تجارت محض سود کی مانند ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے

اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ۭ فَمَنْ جَاۗءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ

تجارت کو حلال اور سود کو حرام قرار دے رکھا ہے۔ پس اب جسے خدا تعالیٰ کی طرف سے پابندی کا علم

رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ۭ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ وَمَنْ

ہو گیا وہ باز آ گیا اس کا گزشتہ کا عمل معاف ہے۔ اور اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ لیکن جو

عَادَ فَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

اب سود کی طرف عود کرینگے وہ جہنمی ہوں گے۔ اور اس میں بہت لمبے عرصہ تک ٹھہرنے والے ہوں گے۔

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ

اللہ تعالیٰ سود کیلئے برکت ثابت کرے گا اور صدقات کو بارآور کرے گا۔ اللہ تعالیٰ تمام ناشکرے اور گناہوں میں

ہے اور ان کے برے انجام کی خبر دی ہے۔ یہ بھی فرمایا ہے کہ سود خوری کے نتیجہ میں یہ مصیبت وارد ہو گی کہ دنیا میں کبھی پائدار امن قائم نہ ہو گا۔ کیونکہ سود دنیا میں جنگ کی بنیاد ہے۔ اور سود ہی ہے جو جنگوں کو لمبا کرنے کا موجب بنتا ہے۔ آخرت میں سود خور خدا کے غضب کا نشانہ بن کر جہنمی قرار پائیں گے۔ کیونکہ سود خوری بنی نوع انسان کی ہمدردی کے بھی منافی ہے اور خدائی احکام کی بھی کھلی کھلی بغاوت ہے۔

خدائی حکم پہنچنے کے بعد جو لوگ سود کھانے سے باز نہ آئیں گے وہ سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے لیکن جو لوگ الٰہی احکام کو سنکر آئندہ کے لئے اس برے طریق سے رک جائیں گے انہیں سود کو چھوڑ کر راس المال لینے کا حق ہے۔ ان کے اصل قرضے ان کو ضرور دلائے جائیں گے سوائے اس کے کہ وہ خود بطور صدقہ انہیں ترک کر دیں۔ جس طرح سود لینا قرآن مجید کے رو سے ظلم ہے اسی طرح اصل قرضہ کو ادا نہ کرنا بھی ظلم ہے۔ قرآنی تعلیم کے مطابق قرضخواہ اور مقروض

كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

لت پت لوگوں سے نفرت کرتا ہے۔ یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ایمان کے مناسب حال نیک کام کئے

وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ

اور نماز کو قائم کیا اور زکوٰۃ ادا کی انہیں ان کے رب کے ہاں خاص اجر

رَبِّهِمْ ج وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○

ملے گا۔ ان پر نہ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اگر تم واقعی مومن ہو تو خدا کا پورا پورا تقویٰ اختیار کرو اور جو سود ابھی باقی ہے

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا

اسے فوراً ترک کر دو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تمہیں خدا اور اس کے رسولؐ سے

دونوں کو ارتکابِ ظلم سے بچنا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سُود اور تجارت میں نمایاں **فرق** یہ بیان فرمایا ہے کہ تجارت جائز ہے اور سُود حرام ہے۔ اگر یہ دونوں یکساں ہوتے تو یہ فرق کیوں ہوتا۔ نیز اگر یہ برابر ہوتے تو سُود خور تجارت کو چھوڑ کر سُود خوری کو کیوں اپنا پیشہ بنا لیتے؟ دونوں کو مساوی قرار دینا محض کٹ حجتی ہے۔

سُود کی **تعریف** یہ ہے کہ کسی کو نقدی وغیرہ بطور **قرض** دی جائے اور اس سے شرط کر لی جائے کہ وہ **اصل** کے ساتھ **زائد** رقم بھی ادا کرنے کا ذمہ وار ہوگا۔ اس تعریف کے مطابق جو لین دین ہوگا اُسے اسلامی اصطلاح میں سُودی کاروبار قرار دیا جائے گا۔

اسلام نے سُود کا لینا بھی حرام ٹھہرایا ہے اور دینا بھی ناجائز قرار دیا ہے۔ کیونکہ یہ طریق درحقیقت اسلام کی سپرٹ اور رُوح کے منافی ہے۔ اسلام تو ہمدردی اور اخوّت کی خاطر صدقات

بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ

کھلی جنگ کی اطلاع دے ہے - ہاں اگر تم توبہ کرلو تو تمہارے اصل مال (سُود کو چھوڑ کر)

اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ۝ وَاِنْ كَانَ

بہرحال تمہیں ملیں گے - نہ تم کسی پر ظلم کروگے اور نہ تم پر ظلم کیا جائے گا - اگر مقروض واقعی

ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ۭ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ

تنگ دست ہے تو اُسے فراخی تک ڈھیل دی جانی چاہیے - اور تمہارا صدقہ کر دینا تمہارے لئے بہت بہتر اور بابرکت ہے

اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى

اگر تم اس کے انجام سے آگاہ ہو - اس دن (قیامت) کے عذاب سے ڈرتے رہو جب تم اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹائے جاؤ گے

اللّٰهِ ۗ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ ع ۳۸ ۶

پھر سب لوگوں کو ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ہرگز ظلم نہ ہوگا -

کی تلقین کرتا ہے، دوسروں سے بلا مبادلہ حُسنِ سلوک کی تعلیم دیتا ہے اور سُود خور اس سے کوسوں دُور ہوتا ہے - یہی وجہ ہے کہ اسلام نے سُود خوری کو خدا اور رسولؐ سے جنگ ٹھہرایا ہے -

قیامت کے دن کی طرف اشارہ کرکے بتایا ہے کہ یہ دولت و ثروت تو یہاں ہی رہ جائیگی، اصل کام آنے والی چیز تو اعلیٰ اخلاق اور نیک اعمال ہیں - ان پر انسانوں کو بے حساب اجر ملے گا اور کسی پر کسی طرح کا ظلم نہ ہوگا۔

کلماتِ طیبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

قتلِ حسینؑ و کردارِ یزید

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے ایک اشتہار کے ذریعہ زیرعنوانِ بالا شائع فرمایا کہ:۔

"واضح ہو کہ کسی شخص کے ایک کارڈ کے ذریعہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ بعض نادان آدمی جو اپنے تئیں میری جماعت کی طرف منسوب کرتے ہیں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ کلمات مُنہ پر لاتے ہیں کہ نعوذ باللہ بوجہ اس کے کہ اس نے خلیفہ وقت یزید کی بیعت نہیں کی تھی باغی تھا اور یزید حق پر تھا۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

مجھے امید نہیں کہ میری جماعت کے کسی راستباز کے مُنہ سے ایسے خبیث الفاظ نکلے ہوں۔

. . . .

بہرحال میں اس اشتہار کے ذریعہ اپنی جماعت کو اطلاع دیتا ہوں کہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ یزید ایک ناپاک طبع اور دُنیا کا کیڑا اور ظالم تھا۔ اور جن معنوں کی رُو سے کسی کو مومن کہا جاتا ہے وہ معنے اس میں موجود نہ تھے۔ مومن بننا کوئی امر سہل نہیں ہے اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں کی نسبت فرماتا ہے۔ قالت الاعراب اٰمنّا قل لم تؤمنوا ولٰکن قولوا اسلمنا۔ مومن وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے اعمال اُن کے ایمان پر گواہی دیتے ہیں۔ جن کے دل پر ایمان لکھا جاتا ہے اور جو اپنے خدا اور اس کی رضاء کو ہر چیز پر مقدم کر لیتے ہیں اور تقویٰ کی باریک راہوں کو خدا کے لئے اختیار کرتے ہیں۔ اور اس کی محبت میں محو ہو جاتے ہیں اور ہر ایک

چیز جو بُت کی طرح خدا سے روکتی ہے خواہ وہ اخلاقی حالت ہو یا اعمالِ فاسقانہ ہوں یا غفلت اور کسل ہو سب سے اپنے تئیں دُور لے جاتے ہیں۔ لیکن بدنصیب یزید کو یہ باتیں کہاں نصیب تھیں؟ دنیا کی محبت نے اس کو اندھا کر دیا تھا مگر حسین رضی اللہ عنہ طاہر و مطہر تھا اور بلاشبہ وہ ان برگزیدوں میں سے ہے جن کو خدا تعالےٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے اور بلاشبہ وہ سردارانِ بہشت میں سے ہے اور ایک ذرہ کینہ رکھنا اس سے موجب سلبِ ایمان ہے۔

اور اس امام کی تقویٰ اور محبتِ الٰہی اور صبر اور استقامت اور زہد اور عبادت ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے اور ہم اس معصوم کی ہدایت کی اقتدا کرنیوالے ہیں جو اسکو ملی تھی۔ تباہ ہوگیا وہ دل جو اسکا دشمن ہے۔ اور کامیاب ہوگیا وہ جو عملی رنگ میں اسکی محبت ظاہر کرتا ہے اور اسکے ایمان اور اخلاق اور شجاعت اور تقویٰ اور استقامت اور محبتِ الٰہی کے تمام نقوش انعکاسی طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے۔ جیسا کہ ایک صاف آئینہ میں ایک خوبصورت انسان کا عکس۔

یہ لوگ دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔ کون جانتا ہے ان کی قدر مگر وہی جو ان میں سے ہیں۔ دنیا کی آنکھ اُن کو شناخت نہیں کرسکتی۔ کیونکہ وہ دُنیا سے بہت دُور ہیں۔ یہی وجہ حسینؓ کی شہادت کی تھی کیونکہ وہ شناخت نہیں کیا گیا۔ دنیا نے کس پاک اور برگزیدہ سے اس زمانہ میں محبت کی تا حسینؓ سے محبت کی جاتی؟

غرض یہ امر نہایت درجہ کی شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کی تحقیر کی جائے اور جو شخص حسینؓ یا کسی اور بزرگ کی جو ائمہ مطہرین میں سے ہے تحقیر کرتا ہے یا کوئی کلمہ استخفاف کا ان کی نسبت زبان پر لاتا ہے وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے۔"

(اشتہار ۸ر اکتوبر سنہ ۱۹۰۵ء)

دُعا کی قوّت کا ایک نمونہ

اے مرے فلسفیو! زورِ دُعا دیکھو تو ع

(از قلم حضرت مولانا غلام رسُول صاحب راجیکی)

ایک دفعہ خاکسار راقم حضرت اقدس کی زیارت اور صحبتِ چند روز کے بعد قادیان مقدس سے واپس اپنے وطن کو آ رہا تھا اور جالکے کا مشہور پتن (جو وزیرآباد کے قریب ہے) جہاں کشتیوں کی آمد و رفت بکثرت رہتی ہے وزیرآباد سے مَیں بھی جالکے کے پتن پر پہنچا۔ اسوقت عصر کا آخری وقت تھا یعنی شاید ایک گھنٹہ یا کچھ کم و بیش وقت سورج غروب ہونے میں باقی تھا۔ جب پتن پر پہنچا تو ایک بہت بڑی برات بھی وہاں پہنچی۔ برات واپس آ رہی تھی اور ڈولی میں بیاہوالی لڑکی بھی ساتھ تھی اور کبوتریاں اور کچھ مویشی بھی تھے اور برات کے سواروں اور پیادوں کے علاوہ میرے جیسے کچھ مسافر افراد بھی تھے جو دریائے چناب پار جانے والے تھے۔ برات والوں نے ملاحوں سے کہا کہ آپ کشتی کو تیار کریں جو بہت بڑی ہو کیونکہ کشتی پر سوار ہونے والے کثیر التعداد افراد ہیں۔ ملاحوں نے کہا۔ ساون بھادوں کا موسم ہے دریا زوروں پر ہے اور پھر وقت بھی تھوڑا باقی ہے اور سورج غروب ہونے کے قریب ہے مطلع بھی کچھ گرد آلود معلوم ہوتا ہے۔ ڈر ہے کہ کہیں آندھی کی صورت نہ بن جائے۔ اور ایسے حالات میں ہمیں گورنمنٹ کی طرف سے بھی ہدایت ہے کہ ہم احتیاط سے کام لیں۔ باوجود ملاحوں کے ان عذرات کے برات والوں کے حیلے جو نرم گرم الفاظ کے علاوہ منت سماجت کا نمونہ بھی اپنے اندر رکھتے تھے اُن سے آخر ملاحوں کو کشتی تیار کرنی پڑی اور کشتی پر برات اور دوسرے لوگ سوار ہو گئے۔ خاکسار بھی سوار ہو گیا کشتی بہت بڑی تھی۔

جب سب لوگ سوار ہو گئے تو ملاحوں نے کشتی کو چلانا شروع کیا۔ جب کشتی دریا کے نصف کے قریب پہنچی تو سورج بھی بہت ہی تھوڑا رہ گیا یعنی بالکل قریب الغروب تھا کہ آندھی چلنی شروع ہو گئی اور آناً فاناً تیز ہو گئی۔ کشتی ہچکولے کھانے لگی اور کچھ پانی بھی اس میں داخل ہونے لگا۔

اس وقت ملاحوں کو ان حالات سے بہت بڑی تکلیف محسوس ہوئی اور باحساسِ تکلیف انہوں نے برات والوں کے متعلق تلخ سے تلخ تر کلمات بھی استعمال کئے اور نہایت غضب آلود اور حسرتناک الفاظ سے سب کشتی والوں کو سُنا دیا کہ یہ آندھی جو اب سخت تیز ہو چکی ہے یہ نہایت ہی مہلک منظر اور مہیب نظارہ دکھلانے والی ہے۔ جس کے مقابل اب ہم بے بس ہیں۔ اور اس بے بسی کے عالم میں اب ہم سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ اب ہر ایک کشتی والا خدا کی تقدیر کے حوالے ہے۔ چاہے تو خدا تعالیٰ کشتی والوں کو غرق کر کے ہلاک کرے چاہے تو کوئی صورت

بچاؤ کی پیدا کرے لیکن ہم ملاح اس موقعہ پر کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ ملاحوں کا یہ کہنا تھا کہ کشتی والوں کی چیخیں بلند ہونے لگیں اور رونے اور چیخنے چلانے کی صدائیں بلند ہو کر ہوا کی مہیب آواز سے مل کر اور بھی وحشت اور دہشت کے اثرات دکھلا رہی تھیں۔ اور وہ شور اور چلاہٹ کا سماں اس قدر دردناک اور حشر بپا کرنے والا تھا کہ اس وقت ہر طرف رونا ہی رونا اور چیخیں ہی چیخیں سُنائی دے رہی تھیں۔ اور ابتداء میں تو ملاحوں نے خواجہ خضر کا بھی نام لیا اور پیر پگاری اور پیر جیلانی کو بھی امداد کے لئے یاد کیا اور بار بار ان کے نام کا ذکر کیا۔ لیکن جب بالکل بے بسی کا عالم پیدا ہو گیا اور سب نے محسوس کر لیا کہ ہیبت اور دہشت کے بھیانک نظاروں کے ساتھ موت کشتی والوں کے سر پر منڈلا رہی ہے۔ اس وقت ہر طرف سے تُو ہی تُو ہے تُو ہی تُو ہے' لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ' لا الٰہ الا اللّٰہ تیرے سوا کوئی نہیں جو اس وقت بچا سکے۔ تیرے بغیر کوئی نہیں جو اس کشتی کو کنارے لگا سکے۔ تو ہی تو ہے۔ ہاں تو ہی تو ہے' کے الفاظ مُنہ پر جاری تھے۔ اور شرک آلود اسباب کی جگہ فطرت کے اندر سے خالص توحید کی آواز آ رہی تھی۔

اُس وقت میرے پاس حضرت اقدس سیدنا المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب تھیں جو میں قادیان مقدس سے اپنے ساتھ لایا تھا۔ اس قیامت خیز منظر اور شورِ محشر کے مہیب نظارہ کے وقت میں نے بھی دُعا کیلئے ہاتھ اُٹھائے اور حضرت اقدس علیہ السلام کی کتب مقدسہ کو ہاتھ میں لیکر دُعا کی کہ اے مولا کریم اگر ہم سب اِس قابل ہی ہیں کہ غرق کرنے کے ساتھ ہلاک کر دیئے جائیں اور اس وقت اگر کسی کا عجز بھی باعثِ نجات نہیں ہو سکتا تو آپ اپنے پیارے اور مقدس مسیح کے مُنہ کی برکت کے طفیل اور آپ کی ان کتب مقدسہ کے طفیل جو حضور اقدسؑ نے لوگوں کی ہدایت اور نجات ہی کیلئے لکھ کر شائع فرمائی ہیں اِس آندھی کو جلد از جلد ٹھہرا دے۔ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور اس سے بہتر اور بڑھ کر کون جانتا ہے کہ ابھی میں نے ایک یا دو مرتبہ ہی اِن دعائیہ کلمات کو دوہرایا ہو گا کہ آناً فاناً آندھی فوراً تھم گئی۔ اور گو اِس مہلک اور مہیب منظر کے تبدیل ہونے میں دوسرے لوگوں کی آہ و زاری اور رو رو کر دُعا کرنے کا بھی اثر اور دخل ہو لیکن میری دُعا سے پہلے اس آندھی کی تیزی میں کچھ بھی فرق ظاہر نہ ہوا۔ مگر جب میں نے دُعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور حضرت اقدسؑ کی کتب مقدسہ کو ہاتھ میں لیکر اور انہیں پیش کرتے ہوئے دُعا کرنی شروع کی تو اِدھر ہاتھ اٹھائے اور دُعا شروع کی تو اُدھر آندھی جو قوت کے ساتھ تیزی دکھاتے ہوئے موت کو دعوت دے رہی تھی فوراً بند کر دی گئی۔ مجھے اُس وقت یوں محسوس ہوا کہ آندھی کا تیزی کے ساتھ چلتے ہوئے یکدم اور فوراً بند ہو جانا محض حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی روحانی برکات اور اعجازی نجات کا نشان ہے جو اُس وقت ظاہر ہوا جب آندھی یکدم بند ہو گئی۔ اس کے بعد ہم سب نے شکر ادا کیا اور کشتی محض خدا تعالےٰ کے فضل اور رحم سے سلامتی کے ساتھ کنارے آ لگی ؎

خالقِ کائنات کی آیات

(جناب میر اللہ بخش صاحب تسنیم)

یہ شمس و قمر ابر و ہوا ارض و سماوات
سب انفس و آفاق کے خالق کی ہیں آیات

ہے خاک کے ذرّوں کی بسرِ عرش رسائی
حیرت سے فلک تکتا ہے بندوں کے مقامات

ہے علم وہی علم جو لے جائے خدا تک
جو کچھ بھی ہے باقی وہ ہے شیطاں کی خرافات

آدم نے دیا صلح کا پیغام جہاں کو
ابلیس نے ایجاد کئے جنگ کے آلات

انسان حقیقت میں بہت کم ہیں جہاں میں
ہیں بیشتر انساں کی صورت میں جمادات

ہم صلح و محبت کا جنہیں دیتے ہیں پیغام
کرتے ہیں وہی سنگ فشانی سے مدارات

بس سمجھو یقیناً کہ وہ دم توڑ رہا ہے
جو دین ہے اس دور میں محرومِ نشانات

ہے زندۂ جاوید محمدؐ کی صداقت
باقی نہیں دنیا میں نشانِ ہبل و لات

دل نرم ۔ نظر گرم ۔ جگر خوف سے خالی
ہیں بندۂ مومن کی یہ مخصوص علامات

تکتی ہے حقارت کی نظر سے ہمیں دنیا
یارب ہے یہی کیا تیری پوجا کی مکافات؟

آساں نہیں منزلِ مقصودِ مسلماں
اس راہ میں آتے ہیں خطرناک مقامات

مٹی کو یونہی روند کے غافل نہ گزر جا
ہر ذرّے میں پوشیدہ ہیں قوموں کی حکایات

تسلیم و رضا بندۂ مومن کا وطیرہ
شیطان کا شیوہ ہے مگر فخر و مباہات

ہیں برسرِ پیکار عقاید سے عقاید
تسنیم خیالات کو کھاتے ہیں خیالات

ہستی باری تعالیٰ

(جناب مولوی مصلح الدین احمد صاحب راجیکی مرحوم)

وہ جانِ عالم نہاں بھی ہو کر نگاہِ دل سے نہاں نہیں ہے
قدم قدم پر عیاں ہے لیکن قدم قدم پر عیاں نہیں ہے

وہی ہے اوّل، وہی ہے آخر، وہی ہے ظاہر، وہی ہے باطن
کوئی بھی ہستی نہیں ہے ایسی وہ جس کی روحِ رواں نہیں ہے

یہ اپنی اپنی نظر ہے ورنہ اسی زماں میں اسی مکاں میں
کئی ہیں ایسے بھی طور جن کا کسی کو وہم و گماں نہیں ہے

نہ سرفرازی سے کوئی مطلب نہ سرفروشی سے کوئی خطرہ
رہِ محبت کے رہروؤں کو خیالِ سُود و زیاں نہیں ہے

کبھی ستانا کبھی رُلانا کبھی کسی کا لہُو بہانا
ذرا تو سوچو اے چیرہ دستو کہ کیا غریبوں میں جاں نہیں ہے

یہ کس نے تم کو بتا دیا ہے کہ اس ستم کی سزا نہ ہوگی
زمیں یہ اب وہ زمیں نہیں ہے کہ آسماں آسماں نہیں ہے

سنہ ۱۹۵۳ء میں لکھی گئی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام کی اہمیت

(جناب صوفی بشارت الرحمٰن صاحب ایم۔ اے)

(یہ مضمون جناب صوفی صاحب نے جلسہ سیرۃ حضرت مسیح موعودؑ میں بیان فرمایا تھا ——— (ایڈیٹر)

اللہ تعالیٰ جب دُنیا میں کوئی مامور مبعوث فرماتا ہے تو صداقت کو عیاں کرنے کے لئے اُسے کھلے کھلے دلائل عقلیہ ونقلیہ اور نشاناتِ آسمانی عطا فرماتا ہے۔ قرآن کریم کے نزدیک زندہ انسان وہی ہے جو واضح دلیل کی بناء پر اپنی زندگی کا ثبوت رکھتا ہو اور مُردہ وہی ہے جو دلیل سے مرجائے جیسا کہ فرمایا:۔

لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ
وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ۔
(سورۃ انفال)

"یعنی اللہ تعالیٰ اپنے نشانات اسلئے دکھاتا ہے تاکہ وہ جو دلیل کے ذریعہ سے مُردہ ہوچکا ہے ہلاک ہوجائے اور جو دلیل کے ذریعہ سے زندہ ہوچکا ہے زندہ ہوجائے۔"

پھر اُس مامور کو اللہ تعالیٰ اپنی قوم کی زبان میں فصاحت وبلاغت بھی عطا فرماتا ہے تا وہ اُن تک اپنا پیغام کما حقہٗ پہنچا سکے۔ جیسا کہ فرماتا ہے:۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ
إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ
لَهُمْ۔ (سورۃ ابراہیم ع)

"یعنی ہر ایک رسول کو ہم نے اس کی اپنی قوم کی زبان میں وحی دیکر اور اُس زبان میں فصاحت وبلاغت عطا کرکے بھیجا ہے تاکہ وہ اپنا پیغام اُن کے سامنے اچھی طرح سے بیان کرسکے"

دوسری جگہ مخصوص طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ظلِ کامل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ
الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ۔
اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ

یعنی یہ رحمٰن خدا، بن مانگے اور بغیر استحقاق کے رحمتیں نازل کرنے والے خدا کی رحمانیت کا تقاضا تھا کہ اُس نے

قرآن کریم جیسی نعمت کو اُتارا اور انسان کو اس کے علوم سکھلائے۔ اُسی نے اس انسانِ کامل یعنی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا اور اُنہیں فصاحتِ بیان بخشا۔ سورج اور چاند دونوں ایک مقررہ قاعدہ کے مطابق چل رہے ہیں۔"

اور یہی حال روحانی سورج اور چاند کا ہے۔ یعنی جب زمینی لوگوں کے دل اپنا رُخ تبدیل کر لینے کی وجہ سے آفتابِ محمدی کے نور سے محروم ہو جائیں گے تو اس سورج کا بدرِ کامل اور قمرِ منیر یعنی مسیح موعود اسی علمِ قرآن اور قوتِ بیان کے ساتھ مامور کیا جائے گا۔

پس چودھویں صدی میں جب اس بدرِ کامل کے ظہور کا وقت آن پہنچا تو اللہ تعالے نے ماموریت کا پہلا الہام جو اُس پر نازل کیا اُس میں بھی یہی اعلان کیا کہ تیرا سب سے بڑا ہتھیار قرآن کریم اور اُس کے علوم ہوں گے اور تیرا علم کلام اُسی کے گرد چکر لگائے گا۔ چنانچہ ۱۸۸۲ء میں مارچ کے مہینے میں اللہ تعالے نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

يا احمدُ بارك الله فيك۔ ما رميتَ اذ رميتَ ولٰكنّ الله رمٰى۔ الرّحمٰنُ علّمَ القرآن۔ لتُنذرَ قوماً مّا أُنذرَ آباؤهم ولتستبينَ سبيلُ المجرمين۔ قُل انّي أُمرتُ وانا اوّلُ المؤمنين۔"

(براہین احمدیہ حصہ سوم)

یعنی اے احمدؐ! اللہ نے تجھے برکت دی ہے پس اسلام کی حمایت میں اپنی قلم کے ذریعہ جو تُو نے دشمن کی طرف تیر چلائے ہیں وہ تُو نے نہیں چلائے بلکہ دراصل خدا تعالیٰ نے ہی چلائے ہیں۔ اُسی رحمان خدا نے تجھے قرآن کا علم عطا کیا ہے تا کہ تُو ان لوگوں کو ہوشیار کرے جن کے باپ دادے ہوشیار نہیں کئے گئے اور تا مجرموں کا راستہ واضح ہو جائے۔ اب تُو دُنیا میں اعلان کر دے کہ مجھے خدا تعالےٰ کی طرف سے مامور بنایا گیا ہے اور اپنی ماموریت پر سب سے پہلے میں ایمان لاتا ہوں۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام کی تفاصیل کا تو یہ موقع نہیں ہے تاہم اتنا بیان کر دینا ضروری ہے کہ آپ کا علم کلام قرآن کریم کے گرد ہی گھومتا ہے۔ آپ کا دل فطرتی طور پر وفورِ عشق کی بنا پر اسی قرآن کا ہر دم طواف کرتا تھا۔ چنانچہ فرماتے ہیں ؎

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

جہاں تک مسلمانوں کے اندرونی اختلافات کا تعلق تھا آپ نے اس اصل پر زور دیا کہ اصل اور بنیادی چیز

ہمارے ہاتھ میں قرآن ہے اور سنت اور حدیث اس کی خادم اور مؤید، نہ کہ اس پر حاکم۔ جو امر قرآن کریم کے مخالف ہے وہ قطعاً قابلِ قبول نہیں۔ پس صرف اسی ایک بھرپور وار سے آپ نے اُن تمام باطل عقائد کی جڑ کاٹ کر رکھ دی جو اُمت میں پیدا ہو چکے تھے۔ جہاں تک دوسرے مذاہب کے ساتھ مقابلہ کا تعلق تھا وہاں بھی آپ نے یہی امر پیش کیا کہ کسی مذہب کی تائید میں جو دعویٰ پیش کیا جائے اور پھر جو دلیل پیش کی جائے اُن دونوں کو اُسی مذہب کی الہامی کتاب سے پیش کیا جائے۔ یہ ایسا اصول تھا جس سے تمام ادیانِ باطلہ کے حامیوں کے اوسان خطا ہوگئے کیونکہ ان کے مذاہب کے بہت سے دعاوی کا ان کی الہامی کتب میں نام و نشان تک نہیں ملتا۔ اور اگر کہیں کوئی ذکر ملتا ہے تو کوئی دلیل پیش نہیں کی جاتی۔

اس کے مقابلہ میں آپ نے اپنا ہر دعویٰ قرآن کریم سے ہی پیش کیا اور اس کی دلیل بھی قرآن کریم سے ہی پیش کی۔ اس طریق سے قرآن کریم کا حسن و جمال روزِ روشن کی طرح تمام دوسری کتب سے بلند و بالا اور ارفع طور پر ظاہر ہو گیا۔ اب سب سے پہلے مخالفین کی اُن تحریرات کو پیش کیا جاتا ہے جن میں انہوں نے بحیثیت مجموعی آپ کی کتب کی تاثیر اور آپ کے کلام اور زورِ بیاں کا سکّہ مانا ہے۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر جو بعض اخبارات نے نوٹ لکھے اُن کے بعض اقتباسات یہ ہیں :-

(۱) دہلی کے اخبار "کرزن گزٹ" کے مشہور ایڈیٹر میرزا حیرت صاحب دہلوی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ :-

"مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں وہ واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں۔ اس نے مناظرہ کا بالکل رنگ ہی بدل دیا اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کر دی۔ نہ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے بلکہ محقق ہونے کے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا ..... اگرچہ مرحوم پنجابی تھا مگر اس کے قلم میں اس قدر قوت تھی کہ آج سارے پنجاب بلکہ شمالی ہند میں بھی اس قوت کا کوئی لکھنے والا نہیں .... اس کا پُر زور لٹریچر اپنی شان میں بالکل نرالا ہے اور واقعی اس کی بعض عبارتیں پڑھنے سے ایک وجد کی سی حالت طاری ہو جاتی

ہے .... اُس نے ہلاکت کی
پیش گوئیوں ۔ مخالفتوں اور نکتہ چینیوں
کی آگ میں سے ہو کر اپنا رستہ صاف
کیا اور ترقی کے انتہائی عروج تک
پہنچ گیا۔ (کرزن گزٹ دہلی یکم جون ۱۹۰۸ء)

(۲) امرتسر کے اخبار "وکیل" کے ایڈیٹر صاحب نے لکھا۔
"وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا
قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص
جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا۔ جس کی
نظر فتنہ اور آواز حشر تھی۔ جس کی
انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے
ہوئے تھے اور جس کی دو مٹھیاں
بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص
جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک
زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شورِ قیامت
ہو کر خفتگانِ خوابِ ہستی کو بیدار
کرتا رہا خالی ہاتھ دنیا سے اُٹھ گیا۔
(خالی ہاتھ مت کہو وہ رحمت کے
پھول لایا تھا اور درود کا گلدستہ
لے کر گیا ۔ ناقل) ... مرزا غلام احمد
صاحب قادیانی کی رحلت اس قابل
نہیں کہ اُس سے سبق حاصل نہ کیا جائے۔
ایسے شخص جن سے مذہبی یا عقلی دنیا
میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں
نہیں آتے۔ یہ نازشِ فرزندانِ تاریخ
بہت کم منظرِ عالم پر آتے ہیں اور
جب آتے ہیں تو دنیا میں ایک انقلاب
پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں۔ مرزا صاحب
کی اِس رحلت نے ان کے بعض
دعاوی اور بعض معتقدات سے
شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی
مفارقت پر مسلمانوں کو، ہاں تعلیم یافتہ
اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس
کرا دیا ہے کہ اُن کا ایک بڑا شخص
اُن سے جُدا ہو گیا ہے اور اس کے
ساتھ مخالفینِ اسلام کے مقابلہ پر
اسلام کی اس **شاندار مدافعت**
کا جو اس کی ذات کے ساتھ وابستہ
تھی خاتمہ ہو گیا۔ اُن کی یہ خصوصیت
کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف
ایک

فتح نصیب جرنیل

کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور
کرتی ہے کہ اِس احساس کا کُھلم کُھلا
اعتراف کیا جائے۔

..... میرزا صاحب کا لٹریچر
جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ
پر اُن سے ظہور میں آیا **قبولِ عام**
کی سند حاصل کر چکا ہے۔ اور
اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کے

محتاج نہیں۔ اس لٹریچر کی قدر و عظمت
آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے
ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے ۔۔
۔۔۔۔۔ آئندہ اُمید نہیں کہ ہندوستان
کی مذہبی دُنیا میں اِس شان کا شخص
پیدا ہو" (اخبار وکیل امرتسر)

(۳) مشہور آریہ اخبار "آریہ پترکا" لاہور نے لکھا۔

"مرزا صاحب کے تعلقات
آریہ سماج سے کبھی بھی دوستانہ
نہیں ہوئے۔ اور جب ہم آریہ سماج
کی گزشتہ تاریخ کو یاد کرتے ہیں
تو اُن کا وجود ہمارے سینوں میں بڑا
جوش پیدا کرتا ہے۔"

میں کہتا ہوں کہ آریوں کے دلوں میں یہ تصور جوش کیونکر نہ پیدا کرتا۔ آپ ہی تو اسلام کے وہ فتح نصیب جرنیل ہیں جس نے اُن کے مذہب کی دھجیاں اُڑا دیں۔ عیسائیت کے طلسم کو دُھواں بنا کر اُڑا دیا۔ آریہ سماج کے خلافِ عقل عقاید پر ایک بھرپور وار کر کے ان کا باطل ہونا ثابت کر دیا۔

اِسلامی اصُول کی فلاسفی

مذاہب باطلہ کے مقابلے میں آپ کے علم کلام کا ایک شاہکار آپ کا وہ عظیم الشان لیکچر ہے جو جلسہ اعظم مذاہب کے موقعہ پر لاہور میں سُنایا گیا اور "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے نام سے اُردو میں اور

"Teachings of Islam"

کے نام سے انگریزی میں ہمارے سامنے ہے۔ اب اس کا دیگر زبانوں میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے۔ اس پر جو ریویو اخبارات نے کئے تھے ان میں آپ کے علم کلام کا دوسرے علماء کے علم کلام سے موازنہ بھی کیا گیا ہے، اور دیگر مذاہب کے حامیوں کے علم کلام سے بھی۔ اِن تحریرات سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی فتح آپ ہی کے ہاتھ پر مقدر کی تھی، نہ کہ دوسرے علماءِ اسلام کے ہاتھ پر۔ اگر (نعوذ باللہ من ذٰلک) آپ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے والے ہوتے تو یہ تو ایک مذاق ہو جاتا ہے کہ اسلام کی فتح ایک مفتری کے ہاتھ پر ظاہر ہوئی اور اُن علماء کی زبانیں جو اپنے آپ کو کانبیاءِ بنی اسرائیل کہتے تھے گنگ ہو گئیں۔ اور اُن کی قلمیں اِس میدان میں ٹوٹ گئیں۔ بطور مثال ہم "اسلامی اصول کی فلاسفی" پر اخبار "چودھویں صدی" کا ریویو درج کرتے ہیں۔ لکھا ہے:۔

"اِن لیکچروں میں سب سے عمدہ
اور بہترین لیکچر جو جلسہ کی رُوحِ رواں
تھا مرزا غلام احمدؐ صاحب قادیانی
کا لیکچر تھا جس کو مشہور فصیح البیان
مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی
نے نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے
پڑھا۔ یہ لیکچر دو دن میں تمام ہوا۔
۲۷ دسمبر کو قریباً ۴ گھنٹے اور ۲۹ کو
۲ گھنٹے تک ہوتا رہا۔ کُل چھ گھنٹے

ہیں یہ لیکچر تمام ہوا جو حجم میں سو صفحہ کلاں تک ہوگا۔ غرضکہ مولوی عبدالکریم صاحب نے یہ لیکچر شروع کیا اور کیسا شروع کیا کہ تمام سامعین لٹو ہو گئے۔ فقرہ فقرہ پر صدا ئے آفرین و تحسین بلند تھی اور بسا اوقات ایک ایک فقرہ کو دوبارہ پڑھنے کے لئے حاضرین سے فرمائش کی جاتی تھی۔ عمر بھر ہمارے کانوں نے ایسا خوش آئند لیکچر نہیں سنا۔ دیگر مذاہب میں سے جتنے لوگوں نے لیکچر دیئے سچ تو یہ ہے کہ جلسہ کے مستفسرہ سوالوں کے جواب بھی نہیں تھے۔ عموماً سپیکر صرف چوتھے سوال پر ہی رہے اور باقی سوالوں کو انہوں نے بہت ہی کم مس کیا۔ اور زیادہ تر اصحاب تو ایسے بھی تھے۔ جو بولتے تو بہت تھے مگر اس میں جاندار بات ایک آدھ ہی ہوتی۔ تقریریں عموماً کمزور سطحی خیالات کی تھیں۔ بجز مرزا صاحب کے لیکچر کے جو اُن سوالات کا علیحدہ علیحدہ مفصل اور مکمل جواب تھا اور جس کو حاضرین جلسہ نے نہایت ہی توجہ اور دلچسپی سے سنا اور بڑا بیش قیمت اور عالی قدر خیال کیا۔ ہم مرزا صاحب کے مرید نہیں ہیں نہ اُن سے ہم کو کوئی تعلق ہے لیکن انصاف کا خون ہم کبھی نہیں کر سکتے۔ اور نہ کوئی سلیم الفطرت اور صحیح کانشنس اس کو روا رکھ سکتا ہے۔ مرزا صاحب نے کُل سوالوں کے جواب (جیسا کہ مناسب تھا۔) قرآن شریف سے دیئے اور تمام بڑے بڑے اصول و فروع اسلام کو دلائلِ عقلیہ اور براہینِ فلسفہ کے ساتھ مبرہن اور مزین کیا۔ پہلے عقلی دلائل سے الٰہیات کے ایک مسئلہ کو ثابت کرنا اور اس کے بعد کلام الٰہی کو بطور حوالہ پڑھنا ایک عجیب شان دکھاتا تھا۔

مرزا صاحب نے نہ صرف مسائلِ قرآن کی فلاسفی بیان کی بلکہ الفاظِ قرآن کی فلالوجی اور فلاسوفی بھی ساتھ ساتھ بیان کر دی۔ غرضکہ مرزا صاحب کا لیکچر بہ حیثیت مجموعی ایک مکمل اور حاوی لیکچر تھا جس میں بے شمار معارف و حقائق و حِکَم و اسرار کے موتی چمک رہے تھے اور فلسفہ الٰہیہ کو ایسے ڈھنگ سے بیان کیا گیا تھا کہ تمام اہل مذاہب ششدر رہ گئے کسی شخص کے لیکچر کے وقت اتنے آدمی جمع نہیں

تھے جتنے کہ مرزا صاحب کے لیکچر کے وقت تمام ہال اُوپر نیچے سے بھرا ہوا تھا اور سامعین ہمہ تن گوش ہو رہے تھے۔ مرزا صاحب کے لیکچر اور دیگر سپیکروں کے لیکچروں میں امتیاز کے لئے اس قدر کافی ہے کہ مرزا صاحب کے لیکچر کے وقت خلقت اس طرح آ گری جیسے شہد پر مکھیاں۔ مگر دوسرے لیکچروں کے وقت بوجہ بے لطفی بہت سے لوگ بیٹھے بیٹھے اُٹھ جاتے۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا لیکچر بالکل معمولی تھا وہی ملانی خیالات تھے جن کو ہم لوگ ہر روز سنتے ہیں۔ اس میں کوئی عجیب و غریب بات نہ تھی اور مولوی صاحب موصوف کے دوسرے حصۂ لیکچر کے وقت بہ کئی شخص اُٹھ کر چلے گئے تھے۔ مولوی ممدوح کو اپنا لیکچر پورا کرنے کے لئے چند منٹ زائد کی اجازت بھی نہیں دی گئی تھی۔ لیکن مرزا صاحب کے لیکچر پورا کرنے کے لئے لالہ درگا پرشاد صاحب نے آپ سے آپ دس پندرہ منٹ اجازت دیدی۔ غرضیکہ وہ لیکچر ایسا پُرلطف اور ایسا عظیم الشان تھا کہ بجز سننے کے اس کا لطف بیان میں نہیں آسکتا۔ مرزا صاحب نے انسان کی پیدائش سے لیکر معاد تک ایسا مسلسل بیان فرمایا اور عالم برزخ اور قیامت کا حال ایسا عیاں فرمایا کہ بہشت و دوزخ سامنے دکھا دیا۔ اسلام کے بڑے سے بڑے مخالف اُس روز لیکچر کی تعریف میں رطب اللسان تھے۔ چونکہ وہ لیکچر عنقریب رپورٹ میں شائع ہونے والا ہے اس لئے ہم ناظرین کو شوق دلاتے ہیں کہ اس کے منتظر رہیں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا طرزِ بیان بھی کسی قدر اچھا تھا لیکن لیکچر عموماً وعظ کی قسم کا تھا فلسفیانہ ڈھنگ کا نہیں تھا جس کی جلسہ کو ضرورت تھی...... بہرحال اس کا شکر ہے کہ اس جلسہ میں اسلام کا بول بالا رہا اور تمام غیر مذاہب کے دلوں پر اسلام کا سکہ بیٹھ گیا۔ گو زبان سے وہ اقرار کریں یا نہ کریں۔" (اخبار چودھویں صدی راولپنڈی یکم فروری ۱۸۹۷ء صلا کالم ۲-۱)

براہین احمدیہ

آخر میں ہم حضورؑ کے علم کلام کے سب سے پہلے شاہکار "براہین احمدیہ" کو لیتے ہیں۔

(۱) اس کتاب پر سب سے زوردار ریویو اس شخص نے

لکھا جو بعد میں آپ کا اوّل المکفّرین بنا یعنی مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے اپنے رسالہ اشاعۃ السُّنّۃ جلد ہفتم (نمبر ۶-۱۱) میں قریباً دو صد صفحات پر مشتمل ایک ریویو لکھا۔ یہ ریویو اِس طرح شروع ہوتا ہے:-

"ہماری رائے میں یہ کتاب اِس زمانے میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی۔ اور آئندہ کی خبر نہیں۔ لعلّ اللّٰہ یحدث بعد ذٰلک امراً اور اس کا مؤلّف بھی اسلام کی مالی وجانی وقلمی ولسانی وحالی وقالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے۔ ہمارے اِن الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم سے کم ایک ایسی کتاب بتا دے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفینِ اسلام خصوصاً فرقہ آریہ و برہم سماج سے اِس زور سے مقابلہ پایا جاتا ہو۔ اور دو چار ایسے اشخاص انصارِ اسلام کی نشان دہی کرے جنہوں نے اسلام کی نصرتِ مالی و جانی وقلمی ولسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بھی بیڑہ اُٹھا لیا ہو۔ اور مخالفینِ اسلام اور منکرینِ الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدّی کے ساتھ یہ دعویٰ کیا ہو کہ جس کو وجودِ الہام کا شک ہو وہ ہمارے پاس آکر تجربہ و مشاہدہ کر لے اور اِس تجربہ و مشاہدہ کا اقوامِ غیر کو مزہ بھی چکھا دیا ہو۔"

(اشاعۃ السنۃ جلد ہفتم نمبر ۶ ص ۱۶۹-۱۷۰)

"مؤلّف براہین احمدیہ مخالف و موافق کے تجربے اور مشاہدے کی رُو سے (واللّٰہ حسیبہٗ) شریعتِ محمدیہ پر قائم و پرہیزگار اور صداقت شعار ہیں۔ اور نیز شیطانی القاء اکثر جھوٹ نکلتے ہیں اور الہامات مؤلّفِ براہین احمدیہ سے (انگریزی میں ہوں خواہ ہندی و عربی وغیرہ) آج تک ایک بھی جھوٹ نہیں نکلا۔ (چنانچہ اُن کے مشاہدہ کرنے والوں کا بیان ہے ہم کو ذاتی تجربہ نہیں ہوا) پھر وہ القاءِ شیطانی کیونکر ہو سکتا ہے۔ کیا کسی مسلمان متبعِ قرآن کے نزدیک شیطان کو بھی یہ قوتِ قدسی ہے کہ وہ انبیاء و ملائکہ کی طرح خدا کی طرف سے مغیبات پر اطلاع پائے اور اس کی کوئی خبرِ غیب صدق سے خالی نہ ہو جائے۔ حاشا وکلّا۔"

تبصرہ کے آخری الفاظ یہ تھے:-

"مؤلف براہین احمدیہ نے مسلمانوں کی عزت رکھ دکھائی ہے اور مخالفین اسلام سے شرطیں لگا لگا کر تحدی کی ہے اور یہ منادی اکثر روئے زمین پر کر دی ہے کہ جس شخص کو اسلام کی حقانیت میں شک ہو وہ ہمارے پاس آئے اور اس کی صداقت دلائل عقلیہ قرآنیہ و معجزات نبوت محمدیہ سے (جس سے وہ اپنے الہامات و خوارق مراد رکھتے ہیں) بچشم خود ملاحظہ کر لے"
(اشاعۃ السنہ جلد ہفتم نمبر ۶ صفحہ ۳۴۸)

(۲) براہین احمدیہ پر ایک ریویو مولوی محمد شریف صاحب بنگلوری نے لکھا جو مسلمانانِ ہند میں اپنے تقویٰ و دیانت داری میں مسلّم تھے اور مشہور اخبار "منشور محمدی" بنگلور کے ایڈیٹر تھے۔ اس ریویو میں جناب مولوی صاحب تحریر فرماتے ہیں:-

"...... اگر جواب براہِ صواب لکھا جاوے تو دس ہزار روپیہ کا انعام ہے۔ وعدۂ مصنف لاکلام ہے۔ لیجئے ہم بھی ایک ہزار مزید برآں کرتے ہیں۔ دیکھیں ہمارے بھائی اب بھی حمیت کو کام فرماتے ہیں یا اپنی ہی لکیر کو پیٹتے ہیں۔ اب رُوئے کلام مسلمانوں کی طرف ہے۔ بھائیو! کتاب براہین احمدیہ ثبوتِ قرآن و نبوت میں ایک ایسی بے نظیر کتاب ہے کہ جس کا ثانی نہیں مصنف نے اسلام کو ایسی کوششوں اور دلیلوں سے ثابت کیا ہے کہ ہر منصف مزاج یہی سمجھیگا کہ قرآن کتاب اللہ اور نبوت پیغمبر آخر الزمان حق ہے۔ دین اسلام منجانب اللہ اور اسکا پیرو حق آگاہ ہے۔ عقلی دلیلوں کا انبار ہے خصم کو نہ جائے گریز اور نہ طاقتِ انکار ہے۔ ہر دلیل بے مثل ہے جو بُرہان ہے روشن ہے۔ آئینۂ ایمان ہے۔ لبّ لباب قرآن ہے۔ ہادیٔ طریقِ مستقیم مشعلِ راہِ قویم۔ مخزنِ صداقت۔ معدنِ ہدایت۔ برقِ خرمنِ اعداء۔ عدو سوز ہر دلیل ہے مسلمانوں کیلئے تقویتِ کتاب الجلیل ہے۔ ام الکتاب کا ثبوت ہے۔ بے دین حیران ہے مبہوت ہے۔" (منشور محمدی بنگلور ۲۵ رجب ۱۳۰۰ھ)

ایسے حوالہ جات جن میں غیر از جماعت لوگوں نے حضور علیہ السلام کی قوتِ بیان، پُر زور دلائل اور انکی روحانی تاثیرات کا اقرار کیا ہے اور بھی ہیں لیکن مضمون کی طوالت کے خوف سے انہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

یہ امر روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ آپ کا یہ علم کلام جسکے ذریعہ آپ نے مسلمانوں کی شکست خوردہ فوج کو فاتح اور مظفر بنایا آپ کی صداقت کا ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو "سلطان القلم" قرار دیا اور آپ کو عظیم الشان معجزۂ کلام عطا فرمایا۔ حضرت مسیح ناصری کو بھی علم کلام کا زبردست معجزہ عطا کیا گیا تھا۔ یکلّم الناس فی المھد و کھلا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مسیح محمدی کو بھی ایسا ہی علم کلام دیا جسکے آگے تمام حامیان مذاہب باطلہ سرنگوں ہو گئے۔ آپ نے خود فرمایا۔

صفِ دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال
سیفِ کا کام قلم ہی سے دکھایا ہم نے

پیرانہ سالی یا کہولت کے اسباب

(Problems of the aged)

(از جناب ڈاکٹر عبدالحمید صاحب چغتائی ۔ لاہور)

یہ حقیقت ابھی فیصلہ طلب ہے کہ بوڑھاپا ایک طبعی امر ہے جو بدن کے غیرارادی تغیّرات سے رونما ہوتا ہے یا یہ افعال بدن کے اس انحراف کا نام ہے جو زندگی کی کش مکش اور اس کے دباؤ (Stress) سے پیدا ہوتا ہے۔

بوڑھاپا آتا ہے تو بدن کا تغذیہ اور اس کا نشو ونما آہستہ آہستہ کم ہو جاتا ہے۔ بدنی بافتیں خشک ہونے لگتی ہیں اور ان کی لچک میں معتدبہ کمی آجاتی ہے۔ بدن کی ساختوں اور ان کے طبعی افعال میں انحطاط رونما ہو جاتا ہے۔ قوّت اور طاقت کے طبعی ذخائر کم ہو جاتے ہیں اور محنت و مشقّت کے بعد طبیعت میں از سرِ نو ابھال اور تازگی پیدا نہیں ہوتی۔

اگرچہ پیرانہ سالی اور جوانی کے امراض اور ان کے علاج معالجہ میں کوئی خاص فرق نہیں لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ بوڑھوں میں افعال الاعضاء کی کچھ ایسی تبدیلیاں اور انحراف پائے جاتے ہیں جو جوانوں کی بہ نسبت اپنی کیفیت و کمیت کے لحاظ سے بالکل مختلف ہوتے ہیں اس لئے ان کے امراضی اختلال کو پیرانہ سالی کے اعمالِ اضمحلال سے متمیّز کرنا مشکل ہوتا ہے۔ صحت کو برقرار رکھنے کی سعی بھی بوڑھوں میں بعض امور کی وجہ سے محدود ہوتی ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ بوڑھے اس بات پر یقین کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوتے کہ مزمن امراض جو اُن کو لاحق ہیں وہ کسی علاج معالجہ سے دُور ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنی جسمانی چستی وچالاکی کے فقدان کو ذہنی صحت مندی کے ساتھ بھی بلا وجہ خلط ملط کرتے رہتے ہیں۔ گویا وہ ہر کام میں بوڑھاپے کا عذر پیش کر کے اپنی کمتری اور کمزوری ہمت کا اظہار کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے امراض کو عموماً نظرانداز کر کے علاج معالجہ کی طرف کم توجہ کرتے ہیں۔

پیرانہ سالی کے مخصوص امراض

۱۔ پیرانہ سالی کے امراض میں سب سے اوّل نمبر امراض قلب کا ہے۔ بوڑھاپے کا سب سے گہرا اثر دل پر ہوتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ یہ عضوِ رئیس پیدائش سے بھی پہلے گویا رحم مادر سے لے کر تا دمِ مرگ ایک منٹ کے لئے بھی اپنے کام سے

غافل نہیں ہوتا۔ اور بوڑھاپے میں اس عضو کے اندر ایک قسم کی تھکاوٹ اور ماندگی پائی جاتی ہے۔ چنانچہ اگر ہمت سے زیادہ کوئی کام کیا جائے تو اس عمر میں اختلاج ہونے لگتا ہے تنفس تیز ہوجاتا ہے اور ٹانگوں میں چلنے کی سکت نہیں رہتی۔

بوڑھاپے میں چونکہ عضلۂ قلب اور بطونِ دماغ میں کمزوری اور ضعف آجاتا ہے اسلئے اس عمر میں اختلاجِ قلب، وجع القلب، اور طر اور شریانِ تاجی کا سدہ دموی اور سقوطِ قلب جیسے امراض کا یکایک حملہ ہوجاتا ہے۔ یاد رہے کہ جب تک بطونِ قلب کی حرکات درست رہتی ہیں سقوطِ قلب یا سدہ دموی کا حملہ شاذونادر ہی ہوتا ہے۔ جب عضلۂ قلب ضعیف ہوجاتا ہے تو وجع الصدر کی خفیف علامات رونما ہوتی ہیں۔ اس درد کے ساتھ نہ تو بازوؤں میں کوئی درد کی لہر جاتی ہے اور نہ یہ درد شدید ہوتا ہے اسلئے مریض اس کو کچھ اہمیت نہیں دیتا۔ یہ درد جب کچھ بڑھ جاتا ہے تو آرام و سکون کی حالت میں بھی محسوس ہوتا ہے۔ پھر سوتے سوتے بھی ہونے لگتا ہے جس کی وجہ سے نیند کھل جاتی ہے۔ اور مریض بیٹھنے پر مجبور ہوتا ہے۔ اگر مریض اسکی طرف توجہ نہ کرے تو قلب کا تمام عضلہ (جرم) اثر پذیر ہوجاتا ہے۔

اب اگر اس کیفیت کے ساتھ بدنی امراض کی ہیئت مثلاً پانی اور یا، وجع المفاصل، نقرس یا آتشک وغیرہ یا کسی متعدی مرض کا زہر مثلاً انفلوئنزا، نمونیا، پلورسی، سرطان، دق و سل وغیرہ یا پھیپھڑے کا کوئی مزمن مرض بھی شامل ہو تو ایسے مریض کا دل یکایک بند ہوکر موت واقع ہوجاتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ان امراض کی موجودگی میں علیل قلب پر بوجھ مالایطاق پڑتا ہے اور وہ اس بوجھ کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کی ساخت میں ابتری پیدا ہوجاتی ہے۔

نوٹ:۔ عمر رسیدہ مریضانِ قلب میں ڈیجی ٹیلس کا استعمال بھی بہت احتیاط کا داعی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ بوڑھوں کے عضلۂ قلب میں بعض تبدیلیوں کی بنا پر اور بدنی ساخت میں پوٹاسیم کے نمکیات کی کمی کی وجہ سے ڈیجی ٹیلس کا معمولی ڈوز بھی ان مریضوں میں مہلک ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ اس دوا کے استعمال سے مریض کی بھوک بند ہوجاتی ہے اور قے اور ابکائیاں آنے لگتی ہیں۔ دل گھبراتا اور بے چینی ہوتی ہے۔ اسلئے بوڑھے مریضوں میں ڈیجی ٹیلس کا استعمال بڑی احتیاط سے کرنا چاہیئے۔

۲۔ شرائین دماغ اور انکے حادثات۔

بوڑھوں میں قلب کی طرح دماغ بھی کمزور ہوجاتا ہے اور اس کے اوعیہ دموی کی لچک کم ہوجاتی ہے۔ چنانچہ جسمانی مشقت اور کبھی اونچی آواز سے بولنے اور جھگڑنے سے دماغ کی کوئی شریان پھٹ جاتی ہے اور مخ دماغ میں جریانِ خون ہونے لگتا ہے۔ یہ حادثہ کبھی بوجھ اٹھانے،

شدت کے ساتھ کھانسنے اور بول و براز کے وقت زور لگانے سے بھی واقع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ جب ایسا ہوتا ہے تو مریض کو درد سر کا شدید احساس ہوتا ہے جس کے جلد بعد غشی ہو جاتی ہے اور وہ بے جان ہو کر لیٹ جاتا ہے۔ پھر اُسے ادھرنگ عارض ہو جاتا ہے۔ اگر ایسے مریض کے سیال نخاعی کو نکالا جائے تو اس میں خون اچھی خاصی مقدار میں پایا جاتا ہے۔

۳۔ بطون دماغ میں سدہ دموی کا پیدا ہونا۔

جس طرح بطونِ قلب اور اوردی و شریانِ تاجی میں سدہ دموی پیدا ہو جاتا ہے اسی طرح بطون دماغ میں بھی خون کا سدہ پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ سدہ منافذ دماغی کو مسدود کر دیتا ہے۔ یہ حادثہ عموماً سوتے سوتے رونما ہوتا ہے۔ حملۂ مرض یکایک ہوتا ہے اور اس کے ساتھ بدن میں تشنج بھی پایا جاتا ہے۔ ایسے مریض کے سیال نخاعی میں خون نہیں ہوتا اور فالج ہو جانے پر بھی مریض کے ہوش و حواس درست رہتے ہیں۔ اس کی علامات مندرجہ ذیل ہیں:۔

الف۔ مریض کا بدن ایک لمحہ کے لئے سُن ہو جاتا ہے پھر درست ہو جاتا ہے۔ اور یہ کیفیت دن میں کئی بار رونما ہوتی ہے۔

ب۔ مریض کا سر چکراتا ہے اور آنکھوں تلے اندھیرا آجاتا ہے۔

ج۔ حملۂ مرض کے ساتھ فالج ہو جاتا ہے مگر ہوش و حواس درست رہتے ہیں۔

د۔ ان مریضوں کو ایسی ادویہ سے فائدہ ہو جاتا ہے جو خون کو رقیق کرنے والی اور اسکی طاقت انجماد کو کم کرنے والی ہوں۔

ھ۔ اگر ایسا مریض تکلّم پر قادر ہو اور اعضاء بدن سے کام لے سکے تو علاج معالجہ سے صحت ہو جاتی ہے ورنہ علاج سے فائدہ نہیں ہوتا۔

۴۔ فقر الدم۔

بوڑھوں میں فقر الدم کی علامت ہمیشہ کسی بدنی مرض کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ مثلاً فقر الدم خبیث عارض ہوگا۔ استحالہ غذائی میں نقص موجود ہوگا۔ کسی متعدی مرض کی سمیت بدن میں محتبس ہوگی۔ مثلاً پیچش، انفلوئنزا، دمہ، برنکو نمونیا، آتشک یا سوزاک وغیرہ یا بدن میں خون کم پیدا ہوتا ہوگا

فقر الدم کی اوّلین علامت یہ ہے کہ مریض کی قوت کار کم ہو جاتی ہے تنفس میں ضیق پیدا ہونے لگتا ہے۔ خفقان اور اختلاج قلب ہوتا ہے کبھی سقوطِ قلب سے موت واقع ہو جاتی ہے۔

۵۔ استحالہ غذائی۔

بوڑھاپے میں چونکہ بدن کی ساختوں اور بافتوں کے اعمالِ حیات میں نقص آجاتا ہے اور عضلات میں آبی اور لحمی اجزاء کے کم ہو جانے سے بدن میں ترہل اور ڈھیلاپن عارض ہو جاتا ہے۔ معدہ، انتڑیوں اور جگر کے افعال میں نقص آجانے سے غذا جزوِ بدن نہیں بنتی۔ جس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ

معدہ میں گیسٹرک جوس (افرازات معدی) اور انتڑیوں میں Enzymine (رطوبات ہاضمہ) کم پیدا ہوتی ہیں۔ اسلئے استحالہ غذائی کما حقہٗ نہیں ہوتا۔ گویا بدن کی ساختوں کو پوری غذا نہیں ملتی جس کے سبب بدن کے عضلات ڈھیلے ہو کر لٹک جاتے ہیں۔

نقرالدم اور استحالہ غذائی کے نقائص کا ازالہ وٹیمن ب۔ ب ۱۲ اور ج سے کرنا چاہیئے۔
(Vitamin c اور Vitamin B12)

اقتصادی اور خانگی حالات

بوڑھاپے میں ذرائع آمدنی کم ہو جاتے ہیں۔ خانگی تنازعات بڑھ جاتے ہیں۔ غذا کے اوقات اور اس کی نوعیت میں فرق آجاتا ہے۔ مرغوب الطبع غذا میسر نہیں آتی۔ دلپسند مشاغل کا فقدان ہو جاتا ہے۔ دوست یار کم ہو جاتے ہیں۔ ان سب امور کا صحت پر بُری طرح سے اثر ہوتا ہے۔

اس کمی کو پورا کرنے کے لئے بوڑھوں کو تفکرات سے آزاد رہنا چاہیئے۔ انہیں کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ کسی سے نہ الجھیں اور خوش و خرم رہنے کی کوشش کریں۔

غذائی نقائص اور اس میں حیاتین کی کمی کو ادویہ سے پورا کرنا چاہیئے مثلاً Geriplex Kapseals کا استعمال غذائی کمی کو پورا کر کے حیاتین کا تناسب قائم کرنے میں بہت مفید و مؤثر ہوا ہے۔ بعد غذا ایک کیپسول کھا لینی چاہیئے۔

اگر غذائی نقص کے ساتھ غیر قناتی غدد کے افرازات میں بھی نقص موجود ہو تو Eldec Kapseals

عمدہ رہتی ہے۔ اس دوا سے بوڑھوں کی صحت پر خوشگوار اثر پڑتا ہے اور صحت خاطر خواہ ترقی کرتی ہے۔

جراحی اعمال اور بڑھاپا

عصر حاضر کے ترقی یافتہ اعمال جراحی نے بوڑھوں کے جراحی عملیات کو بھی آسان کر دیا ہے۔ تاہم بوڑھوں میں انتڑیوں اور قولون کے اعمال جراحیہ زیادہ کامیاب نہیں ہوتے۔

بوڑھوں کے اعمال جراحیہ کے وقت ان کے تمام امراض و عوارض پر عمیق نظر ڈالنی چاہیئے۔ خواہ وہ امراض و عوارض عملیہ سے متعلق ہوں یا نہ ہوں۔ اور مریض کی سرگزشت نوٹ کر لینی چاہیئے تا کہ معلوم ہو سکے کہ کون کونسے گزشتہ یا موجودہ عوارض عملیہ پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔ اور یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ بوڑھوں کا حافظہ کمزور ہوتا ہے وہ اپنے واقعات کو گڈمڈ کر کے بیان کرتے ہیں۔ کبھی بعض اہم واقعات کو معمولی خیال کر کے یا تو ان کا ذکر ہی چھوڑ دیتے ہیں اور یا ان کا ذکر ایسی معمولی اور بے وقعت بات کی طرح کرتے ہیں جس کا تذکرہ یا عدم تذکرہ برابر ہو۔

اس کے علاوہ تمام اعمال جراحیہ میں ان کو احتقان وریدی کے ذریعہ گلوکوس یا انسانی خون کا دینا ضروری ہوتا ہے۔

عملیہ سے پہلے ان کے قلب کی حالت کو بھی امتحان کر لیں۔ اور جن بوڑھے مریضوں کے پیٹ کا اپریشن ہوا ہو انہیں کچھ دن لحمی اغذیہ کھلانی چاہئیں۔

بوڑھوں میں جراحی عملیہ ناگزیر ہو تو اُسے

جلد سے جلد کر دینا چاہیئے۔ اور دوا اور بیہوشی کا انتخاب بھی مریض کی حالت کے مطابق کرنا چاہیئے۔

اپریشن کے بعد بھی بوڑھوں کی پوری پوری خبرداری رکھیں۔ کیونکہ معمولی غفلت سے بھی نتائج بالکل بدل جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی دیکھتے رہیں کہ مریض کے سیالِ بدن میں کسی قسم کی کمی نہ آئے۔ تنفس درست رہے اور مریض کی ہمت بندھی رہے۔

نفسیاتی اثرات

انفعالات نفسانی مثلاً غم و غصہ، حزن و مایوسی نفرت اور عداوت وغیرہ اگرچہ بدنی ساختوں کے اعمال و افعال کو تو نہیں بدل سکتے لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ دل و دماغ جو عمر گزشتہ کے اثرات و تقاضات کی وجہ سے کمزور ہو چکے ہوتے ہیں ان پر ان انفعالات نفسانیہ کا بہت اثر ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات تو دم تک اکھڑ جاتا اور اختلاج قلب ہونے لگتا ہے۔

بوڑھاپے میں اقتصادی پریشانیاں، گھر کا ناگوار ماحول، غیر موزوں بود و باش، کاروبار اور نوکری چاکری سے علیحدگی، ذرائع آمد کی کمی، خویش و اقارب کی بے پرواہی اور غیر ہمدردانہ برتاؤ، پیار و محبت کا فقدان، اپنے تن بدن سے بے پرواہی، عزیز و اقارب کا فراق یا موت وغیرہ ایسے امور ہیں جو دل و دماغ پر بُری طرح اثر انداز ہوتے ہیں۔

انسان بوڑھا ہو کر اپنے مال کو خرچ نہیں کرتا اور بخل سے کام لیتا ہے۔ وہ اپنی عادات کی وجہ سے اپنوں اور بیگانوں کی نظروں سے گر جاتا ہے۔ اس میں خود سری اور خود رائی زیادہ ہو جاتی ہے۔ اسے غصہ جلد آتا ہے۔ اور معمولی باتوں کو بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ وہ جلد ناراض ہوتا رہتا ہے۔

بوڑھوں کی آنکھوں کی بصارت، کانوں کی سماعت اور دماغ کی قوتِ حافظہ بہت کمزور ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ تنہائی پسند ہو جاتا ہے۔ دوسروں سے بدگمان رہتا ہے کسی کو اپنا ہمدرد اور ہمراز نہیں سمجھتا۔ ان عوارض کا علاج صرف نفسیاتی طور پر کرنا چاہیئے۔ اور بوڑھوں کا اعتماد حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے اور حتی الوسع انہیں خوش و خرم رکھنا چاہیئے۔ ان کی کسی بات پر اظہارِ ناپسندیدگی نہ کرنا چاہیئے گویا انکا دل بہلانے اور انہیں خوش رکھنے کی سعی کرنی چاہیئے۔ ان ہدایات پر عمل کرنے سے اُن کے باقی ماندہ ایام زندگی خوشی اور بہجت سے گزر سکتے ہیں۔

اب ہم ذیل میں ایک نقشہ دیتے ہیں جس میں ۶۵ سال سے اُوپر عمر کے بوڑھوں کی امراض کا فیصد تناسب دکھلایا گیا ہے:-

قلب اور دورانِ خون کے امراض	۲۳،۱
ہڈیوں اور جوڑوں کے امراض	۱۶،۳
کان اور آنکھوں کے امراض	۱۹،۷
پاؤں اور نقرس کے امراض	۸،۷
معدہ اور انتڑیوں کے امراض	۸،۷
عصبی امراض	۸،۷
امراض گردہ	۷،۷
ذیابیطس	۱،۴
امراض شش و تنفس	۱،۴

متفرق امراض	۴۶۳
میزان	۱۰۰

یہ اعداد و شمار ماہر ایپل اور ڈی سکو نے فراہم کئے ہیں۔

بوڑھوں میں سب سے زیادہ امراض قلب اور شرائین سے متعلق ہوتے ہیں۔ مثلاً سدہ دموی جو شریان تاجی میں واقع ہوتا ہے۔ غشار الدم قوی (ہائی بلڈ پریشر) اور تصلب شرائین وغیرہ۔ پھر تحجر مفاصل، وجع المفاصل اور نقرس کی باری آتی ہے۔

اگر بوڑھوں کے ماحول اور خوراک میں مناسب تصرف کر دیا جائے تو وہ اِن امراض کی زد سے بچ نکلتے ہیں۔ ان امراض کے علاوہ ضعف و ناطاقتی، سرطان اور ہڈیوں کے فریکچرز (کسرِ عظام) بھی پائے جاتے ہیں۔ اور یہ بوڑھاپے کے کثیر الوقوع حوادث ہیں۔ چنانچہ عمر رسیدہ اشخاص اِن حوادث کی تاب نہیں لا سکتے اور گھُل گھُل کر ختم ہو جاتے ہیں۔

قلب کی شریان تاجی کا سدہ

یہ مرض بوڑھوں میں کثیر الوقوع ہے اور بڑے خطرات کا حامل ہے۔ کیفیت اِس مرض کی یہ ہے کہ قلب کی شریان تاجی کے اندر خون کا تھکا جم جاتا ہے اور دورانِ خون میں مزاحمت پیدا کرتا ہے جس کی وجہ سے مریض کو تنگیٔ نفس، بے چینی اور مقام قلب پر درد ہوتا ہے۔ آج سے چند سال قبل دُنیائے طب کے پاس کوئی ایسی مؤثر دوا موجود نہ تھی جس سے خون کا یہ سدہ بخیر و خوبی حل ہو جاتا۔ معالج بھی زیادہ تر قدرت پر بھروسہ کرتا تھا اور مریض کو کامل سکون میں رہنے کی تاکید کرتا تھا۔ بایں ہمہ مریض کی معمولی حرکت یا مشقت سے اس سدۂ دموی کا جما ہوُا خون قدرے قلیل جُدا ہو کر دَورانِ خون میں شامل ہو جاتا۔ اور دَورانِ خون کے ذریعہ جب یہ تھکا پھیپھڑوں یا دماغ کی باریک رگوں میں پہنچ کر ان کے منافذ کو بند کر دیتا تو مریض ناگہانی طور پر موت کو لبیک کہہ دیتا تھا۔ ایسے مریضوں کو مسکنات کا استعمال کرایا جاتا ہے اور محرکاتِ قلب مثلاً شراب و کباب، قہوہ و کافی، انڈہ اور گوشت وغیرہ کا استعمال بہت مضر بلکہ جان لیوا ثابت ہوتا ہے۔

ایسے مریضوں کو کامل آرام و سکون کے ساتھ لٹائے رکھیں تاکہ یہ سدہ آہستہ آہستہ حل ہو جائے اور خوراک ہلکی اور زود ہضم کھلائیں۔ پھلوں کا رس دیں اور حتی الوسع تفکرات سے انہیں علیحدہ رکھیں۔

عصرِ حاضر کے محققین نے بڑی چھان بین اور ہزاروں تجربات کے بعد ایسی ادویہ کو طبی دنیا کے سامنے پیش کیا ہے جو خون کے قوام کو رقیق کر دیتی ہیں۔ اور خون کے رقیق ہونے سے قلب اور دماغ کے دموی سدے حل ہو جاتے ہیں۔

اِن دواؤں کو طبی اعجوبہ خیال کیا جاتا ہے اور ان کی ایجاد نے سدہ دموی جیسے صعب و عسیر العلاج مرض کا علاج بھی سہل بنا دیا ہے۔

اِن جدید اور کارآمد ادویہ میں سے چند کا ذیل میں

ہم ذکر کرتے ہیں۔

ادویہ مانع انجماد خون

اس جہت میں سب سے اوّل ڈائی کوما رول (Di Coumarol) کی ایجاد ہوئی جو آج بھی بعض معالجین کی من پسند دوا ہے۔ پھر ڈنڈی وان (Dindivan) اور ماری وان (Marivan) ایجاد ہوئیں۔ یہ نہایت پُر اثر و مانع انجماد خون ادویہ ہیں۔

۱۔ ڈنڈی وان۔ اس کا دوسرا نام Phenindian بھی ہے۔ موٹے تازے مریضوں کو اس دوا کی گولی صبح و شام کھلائیں۔ لیکن بوڑھوں کو اس کی مقدار خوراک زیادہ نہ دیں۔ اسی طرح جو مریض زیادہ خطرے کی حالت میں ہوں انہیں بھی دوا تھوڑی مقدار میں دن میں دو تین دفعہ دیں۔ جن مریضوں کے گردے کمزور اور علیل ہوں انہیں بھی یہ دوا تھوڑی مقدار میں کھلانی چاہیئے۔

ڈنڈی وان کا پہلا ڈوز ۲۰۰ ملی گرام دینا چاہیئے پھر ۱۰۰ ملی گرام روزانہ کافی ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ ۵۰ ملی گرام صبح اور ۵۰ ملی گرام رات کو دیں۔

خطرناک مریضوں میں ۲۰۰ ملی گرام کھلائیں۔ اور اس کے ساتھ پولارین (Pularin) کا وریدی ٹیکہ بھی کر دیں۔ پولارین کا دوسرا نام ہیپارین (Heparin) ہے۔

ڈنڈی وان کھلانے کے بعد اس کا اثر ۳۶ سے ۴۸ گھنٹوں میں ظاہر ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس مدت کے مریض کے خون کی قوتِ انجماد کا امتحان کر لینا چاہیئے۔ اور پھر اس کے نتائج کے موافق اس کی مقدار خوراک معیّن کر لینی چاہیئے۔

۲۔ ماری وان۔ اس کا دوسرا نام وارفارین سوڈیم (Warfarin Sodium) ہے۔ یہ دوا بھی ایک قوی مانع انجماد خون دوا ہے اور اپنے افعال و خواص میں ڈنڈی وان کے مشابہ ہے۔ اس کا اثر ۲۸ سے ۳۶ گھنٹوں میں ظاہر ہو جاتا ہے۔ اور پھر ۳ سے ۲۰ ملی گرام روزانہ کھلانے سے یہ اثر قائم رہتا ہے۔

بوڑھے مریضوں کو اس دوا کی اوّل خوراک ۱۰ ملی گرام دی جاتی ہے۔ اور جوان اشخاص کو ۳۰ ملی گرام ایک دن میں تھوڑی تھوڑی کر کے دے سکتے ہیں۔

اس مقررہ مقدار سے دوا کو بڑھا کر یا گھٹا کر نہ دینا چاہیئے۔ اس کے بعد ۳ سے ۱۰ ملی گرام روزانہ دیتے ہیں۔ تاکہ دوا کا اثر قائم رہے۔

اس دوا کے استعمال کے دوران میں بھی خون کی قوتِ انجماد کا امتحان ضروری ہے۔

۳۔ ہیپارین۔ (Heparin)

یہ دوا رگوں اور شریانوں کے اندر سدہ دموی پیدا نہیں ہونے دیتی۔ اور خون میں تھرومبین (Thrombin) کی پیدائش کو روک دیتی ہے جس سے خون میں جمنے کی قوت قائم رہتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ دوا اقراص خون کے ٹرلشی اجزاء کو بھی پیدا نہیں ہونے دیتی اور شریان تاجی کو پھیلائے رکھتی ہے۔ جس سے وجع القلب کے مریضوں کی کرب و بے چینی کو فائدہ ہوتا ہے۔

تردید بہائیت

تحریک بہائیت کے متعلق ضروری معلومات

آجکل پاکستان میں بہائی مبلغین قرآن مجید کی منسوخیت کی تبلیغ میں کوشاں ہیں۔ درد مند مسلمانوں کا فرض ہے کہ اِس تحریک سے آگاہ رہیں (ادارہ)

(۱)

بہائیوں کا تحریری مناظرہ سے فرار

۵ مارچ سنہ ۶۰ء کو سیالکوٹ کے ایک نَو بہائی کی خواہش "تبادلۂ خیالات" پر اُنہیں بتایا گیا تھا کہ ہم چاروں بُنیادی اختلافی مسائل پر آپ لوگوں سے تبادلۂ خیالات کرنے کے لئے تیار ہیں۔ وہ چار مسائل یہ ہیں:۔ (۱) کیا قرآنی شریعت منسوخ ہو گئی ہے؟ (۲) کیا بہائیوں کی شریعت منجانب اللہ ہے؟ (۳) کیا بہاء اللہ نے الوہیت و ربوبیت کا دعویٰ کیا ہے یا نہیں؟ (۴) قرآن مجید اور احادیث نبویہ کے موعود مسیح باب و بہاء اللہ ہیں یا حضرت میرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام؟

ہم نے بہائیوں کو لکھا تھا کہ:۔

"اِن چاروں موضوعات پر سیر حاصل بحث ہو جائے۔ بغرض پائیداری و تحقیق یہ تبادلۂ خیالات تحریری ہونا چاہیئے۔"

اِس پر بہائی صاحبان کی طرف سے ۵ مارچ کو ہمیں جواب ملا کہ:۔

"جس طرح آپ نے مشورہ کر لیا ہے اسی طرح ہماری محفل کو بھی مشورہ کرنے کی ضرورت ہے اور بعد مشورہ آپ کے مقامی سیکرٹری صاحب کو اطلاع دے دی جائے گی۔"

مَیں نے الفرقان مارچ سنہ ۶۰ء میں اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ:۔

"اگر انہوں نے ہماری معقول تجویز کو منظور کر لیا تو انشاء اللہ عنقریب بہائیت کی تردید کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مزید سامان پیدا ہوں گے۔"

بہائی صاحبان کو جب بار بار پوچھا گیا کہ "محفل سے مشورہ" کے بعد کیا جواب ہے؟ تو قاضی علی محمد آف سیالکوٹ نے الفرقان کے مندرجہ بالا الفاظ لکھ کر مجھے جواب دیا ہے کہ:۔

"حضرت! جب آپ کی نیت ہی تردید بہائیت ہے نہ کہ تحقیق حق تو پھر تبادلۂ خیالات کیا ہوا؟ آپ کے الفرقان کے فقرہ نے تو

اس مقصد کو بے معنی بنا دیا ہے۔
لہٰذا مناظرہ یا تبادلۂ خیالات کا مفہوم باطل۔"

(مکتوب ۱۰ اپریل سنہ ۶۲ء)

یہ "عذرِ گناہ بدتر از گناہ" کی ایک نمایاں مثال ہے۔

(۲)

بہائیوں کی دھمکی اور انوکھا جواب

قاضی علی محمد صاحب سیالکوٹ نے اپنے اشتہار "گذارش" میں جماعت احمدیہ کو بہائیت کی دعوت دی تھی اور پھر "تبادلۂ خیالات" کے لئے لکھا تھا لیکن جب ہم نے انہیں معقول جواب دیا اور کھلے طور پر چار بنیادی اختلافی مسائل پر تحریری طور پر تبادلۂ خیالات کی تجویز پیش کی۔ تحریری طور پر اس لئے کہ کوئی بعد ازاں انکار نہ کر سکے اور کسی قسم کی بدتہذیبی یا اشتعال انگیزی نہ ہو سکے۔ تو قاضی صاحب نے اپنی مرکزی محفل سے مشورہ کرنے کی مہلت چاہی۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی مرکزی محفل نے انہیں **عجیب و غریب مشورہ** دیا ہے۔ کیونکہ تحریری مناظرہ سے **فرار** کو چھپانے کے لئے **ایک** تو قاضی صاحب "شرافت" کو چھوڑ کر جماعت احمدیہ کے خلاف اسی قسم کی **بہتان طرازی** اور دلآزاری کا ارتکاب کرنے کی دھمکی دیتے ہیں جیسا کہ چند مخرجین یا نام نہاد "حقیقت پسند پارٹی" کر رہی ہے۔ چنانچہ اپنے خط مؤرخہ ۱۰ اپریل میں لکھتے ہیں:۔

"میں اب تک **شرافت** کا قائل ہوں۔ اسی طرح آپ لوگوں نے حقیقت پسند پارٹی کو بھی مجبور کیا تھا پھر جو کچھ سننا پڑا آپ لوگوں کو علم ہی ہے۔"

دوسرے وہ مجھے لکھتے ہیں کہ میں آپ کے خلاف **افسرانِ بالادست** اور **صدرِ مملکت** کے پاس شکایت کر رہا ہوں۔ ۱۹ اپریل کے کارڈ میں لکھتے ہیں کہ:۔

(الف) "جب آپ نے اعلان کر دیا ہے کہ میں غیر مسلم اقلیت میں شامل ہو گیا ہوں تو اب کسی غیر مسلم اقلیت کے فرد کو ستانا گورنمنٹ پاکستان کے کس قانون کے رو سے جائز ہے؟"

(ب) "**میں اس معاملہ کو افسرانِ بالادست اور محترم صدرِ مملکت تک پہنچا رہا ہوں۔"** (کارڈ ۱۹ اپریل)

غیر مسلم اقلیت میں شامل ہو جانے پر کسی کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ بہائیوں نے حکومتِ پاکستان سے خود درخواست کی ہے کہ ہمیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ باقی رہا ستانا تو نہ کسی مسلمان کو ستانا جائز ہے اور نہ ہی کسی غیر مسلم کو۔ ہم کسی کو ستانے کے ہرگز قائل نہیں اور نہ ہی ہمارا یہ رویہ ہے لیکن یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ باطل پرست قرآنی شریعت کو منسوخ قرار دینے کا دعویٰ کرتے رہیں اور ہم اس کا دلائل کے ساتھ جواب نہ دیں۔ ہمیں تبادلۂ خیالات کی دعوت دی جائے اور ہم اسے قبول نہ کریں۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ اگر بہائیوں کو چاروں بنیادی مسائل پر تحریری تبادلۂ خیالات منظور نہ تھا تو وہ شریفانہ طور پر

انکار کر دیتے یا کم از کم خاموشی ہی اختیار کر لیتے۔ مگر یہ عجیب لوگ ہیں کہ ایسی معقول بات پر شرافت کو ترک کرنے کی دھمکی دے رہے ہیں یا ناجائز طور پر حکومت کے پاس شکایت کے ڈراوے دے رہے ہیں۔ کیا کبھی کسی اہل جماعت نے یہ رویہ اختیار کیا ہے؟

(۳)

"پاکستان میں بہائی مبلغوں کی تشویشناک سرگرمیاں"

ہفت روزہ "المنبر" لائل پور اپنی اشاعت ۲۰ راپریل میں مندرجہ بالا عنوان کے تحت لکھتا ہے:۔

"پاکستان میں بہائی مبلغین کی سرگرمیاں تشویشناک صورت اختیار کر رہی ہیں۔ پچھلے دنوں بہائیوں کے ایک وفد نے مغربی پاکستان کے اہم مقامات کا دورہ کیا جس کے بعد ان کی سرگرمیاں اور بھی تیز ہو گئی ہیں۔ اس مرتبہ لاہور میں یہ حیرت انگیز واقعہ رونما ہوا کہ پاکستان کی سب سے بڑی تعلیم گاہ پنجاب یونیورسٹی کے شعبۂ علوم اسلامی نے دو بہائی مبلغوں کو باقاعدہ دعوت دی کہ وہ اپنے مذہب کے بارے میں کچھ کہیں۔ چنانچہ بہائی مبلغ شیخ جان محمد نے یونیورسٹی کے شعبہ علوم اسلامی کے زیر اہتمام تقریر کی جلسہ کی صدارت کا فرض چوہدری فضل الٰہی صاحب انجام دے رہے تھے۔ جان محمد صاحب نے "بہائیت کا تعلق اسلام سے" کے عنوان پر تقریر کی جس میں انہوں نے اسلامی بنیادوں پر شدید حملے کئے۔ اور مسلمانوں کے اسلامی معتقدات پر ایسی باتیں کہیں جنہیں کوئی غیرتمند مسلمان سننا برداشت نہیں کر سکتا۔"

(المنبر لائل پور ۲۰ راپریل ۱۹۶۰ء)

الفرقان۔ ہمارے نزدیک بہائیت کے بارے میں عوام کے علاوہ خواص بھی سخت غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ حشمت اللہ صاحب بہائی لکھتے ہیں:۔

"عام طور پر حضرت باب۔ حضرت بہاء اللہ اور حضرت عبد البہاء کی کتابوں کے کمیاب ہونے کی وجہ سے بعض تاریخی اور تعلیمی غلط فہمیاں پھیل گئی ہیں۔"

(رسالہ بہاء اللہ کی تعلیمات ص۲)

بہائی لوگ بہاء اللہ کو نبی یا رسول نہیں مانتے۔ بلکہ اسے "مستقل خدائی ظہور" ٹھہراتے ہیں۔ مولوی محفوظ الحق صاحب علمی بہائی مبلغ لکھتے ہیں:۔

"اہل بہاء دورِ نبوت کو ختم جانتے ہیں۔ اُمتِ محمدیہ میں بھی نبوت جاری نہیں سمجھتے۔ ہاں خدا کی قدرت کو ختم نہیں جانتے۔ اسلئے خدا کی قدرت کے نئے ظہور کو تسلیم کرتے

ہیں جو نبوت سے آگے ایک
نئی شان رکھتا ہے اور یہ دورِ نبوت
کے ختم ہونے کا کھلا اعلان ہے ۔
اسی لئے اہلِ بہاء نے کبھی نہیں کہا
کہ نبوت ختم نہیں ہوئی اور موعود
کُل ادیان نبی یا رسول ہے بلکہ
اس کا ظہور مستقل خدائی ظہور
ہے" (رسالہ کوکب ہند نمبر ۲ ، ۸ جون ۱۹۲۸ء)

بہائی لوگ اپنی کتابوں کو چھپاتے ہیں ۔ ان میں حسب موقعہ تحریف کر لیتے ہیں ۔ آج تک انہوں نے اپنی اس شریعت کو شائع نہیں کیا ۔ جس کے رُو سے وہ قرآن مجید کو منسوخ مانتے ہیں ۔ بہرحال بہائیت ایک فتنہ ہے اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ معقولیت سے اس تحریک کا مطالعہ کر کے دلائل سے اس فتنہ کو مٹانے کی کوشش کریں ۔ یہ بات خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ اس سلسلہ میں ہماری دو کتابیں (۱) "بہائی تحریک کے متعلق پانچ مقالے" (۲) "بہائی شریعت اور اس پر تبصرہ" اہلِ علم کے مطالعہ کے لئے ضروری ہیں +

اکثر اوقات

آپکے دل میں مختلف مذہبی سوالات پیدا ہوتے ہیں وہ

جوابات کے لئے

ہمیں لکھئے ہم ایسے سوالات کے جواب الفرقان میں شائع کریں گے ۔ (ایڈیٹر)

مسیحی مناد ڈاکٹر گراہم کو مبلغ اسلام کا چیلنج

(بقیہ صفحہ ۳)

"اسلام کا چیلنج"

"جلسے کے بعد ڈاکٹر گراہم نے بالواسطہ طور پر اس چیلنج کا جواب دیا جو انہیں اس امر کے فیصلے کیلئے دیا گیا تھا کہ اسلام اور عیسائیت میں سے کونسا مذہب سچا ہے ۔ یہ چیلنج احمدیہ مسلم مشن کے رئیس نے گزشتہ جمعہ کے روز دیا تھا ۔"

"شیخ مبارک احمد نے تجویز پیش کی تھی کہ تین لاعلاج مریض منتخب کئے جائیں ان میں سے دس افریقن ہوں ۔ دس یورپین اور دس ایشیائی ۔ ان مریضوں کے بارہ میں ڈائرکٹر آف میڈیکل سروسز کینیا باقاعدہ یہ تصدیق کریں کہ فی الواقع یہ لاعلاج ہیں ۔ ان مریضوں کو پھر مبلغ اسلام اور ڈاکٹر گراہم کے درمیان قرعہ کے ذریعہ تقسیم کر دیا جائے ۔ شیخ مبارک احمد نے لکھا تھا کہ "اس کے بعد دونوں مذاہب کے پیروؤں میں سے چھ چھ آدمی اور شامل ہوں گے ۔ پھر ہم اپنی اپنی جگہ اپنے اپنے مریضوں کی صحت یابی کے لئے خدا کے حضور دُعا کریں گے تاکہ اس امر کا فیصلہ ہو سکے کہ دونوں میں کس کو خدائی تائید و نصرت حاصل ہے اور کس پر آسمان کے دروازے بند ہیں ۔"

"کسی کو چنگا نہیں کیا جائے گا"

"جلسے کے اختتام پر ایک ایشیائی ڈاکٹر گراہم کے پاس آیا اور اس نے ان سے دریافت

کیا کہ وہ کوئی ایسی مجلس بھی منعقد کریں گے کہ جس میں مریضوں کو چنگا کرنے کا انتظام کیا جائے۔"

"ڈاکٹر گراہم نے جواب دیا "میرا منصب وعظ کرنا ہے چنگا کرنا نہیں۔ میں صرف وعظ کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ خدا کی مرضی پوری ہو"

"قبل ازیں شیخ مبارک احمد نے دعویٰ کیا تھا کہ اگر ڈاکٹر گراہم نے چیلنج قبول کرنے سے انکار کیا تو اس سے دنیا پر ثابت ہو جائیگا کہ صرف اسلام ہی ایسا مذہب ہے جو بندے کا خدا سے تعلق قائم کرنے کی صلاحیت اپنے اندر رکھتا ہے۔"

شیخ مبارک احمد نے یہ بھی دعوے کیا کہ انہوں نے خود ذاتی طور پر دعا کے ذریعے لوگوں کا علاج کیا ہے اور وہ شفایاب ہوئے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ مشرقی افریقہ میں ڈاکٹر گراہم عیسائیت کو فائدہ پہنچانے کی بجائے اُلٹا نقصان پہنچا رہے ہیں۔ یہاں عیسائی ہونے والے مسلمانوں کے مقابلہ میں خود عیسائی بہت زیادہ تعداد میں اسلام قبول کر رہے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ ٹانگانیکا میں قریباً پچاس لاکھ مسلمان ہیں۔"

("دی سنڈے پوسٹ" (نیروبی)
۶ مارچ ۱۹۶۰ء صفحہ ۲۶)

ایڈیٹر کی ڈاک

۱۔ مکرم جناب سلطان بخش صاحب کلر کہار سے تحریر فرماتے ہیں:-

"آپ کا رسالہ الفرقان بہت اچھا تبلیغی کام کر رہا ہے ہم جیسے کم علموں کو بڑی تقویت پہنچاتا ہے اور آپ اچھے اچھے مضامین پر مشتمل خاص نمبر بھی شائع فرماتے رہتے ہیں۔"

۲۔ مکرم مولوی محمد الدین صاحب شاہد آزاد کشمیر سے رقمطراز ہیں:-

"اپریل کا الفرقان کئی ایک غیر از جماعت دوستوں کو دیا گیا جسے بہت ہی پسند کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ آپکی مساعی میں برکت ڈالے۔"

۳۔ جناب منیر احمد صاحب راجپوت لاہور سے تحریر فرماتے ہیں:-

"آپکا رسالہ نہایت ہی نصیحت آموز مضامین پر مشتمل ہوتا ہے اور مخالفین کے اعتراضات کے جوابات پڑھ کر ایک تو علم میں اضافہ ہوتا ہے اور دوسرے پڑھ کر خوشی ہوتی ہے غرض ہر طرح سے یہ رسالہ مفید ہے۔"

خلافتِ احمدیہ

(ازجناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل)

(ماہ مئی سنہ ۱۹۰۸ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد سلسلہ احمدیہ میں خلافت قائم ہوئی تھی۔ ادارہ)

نبوت کا ضمیمہ ہے خلافت یہ اک آیت کریمہ ہے خلافت
بصد شانِ عظیمہ ہے خلافت فدا اس کے اقاصی و ادانی

فسبحان الّذی اوفی الامانی

یہی اسلام کی رُوح و رواں ہے یہی تو جُنّۂ سیف و سناں ہے
یہی تو موجبِ امن و اماں ہے یہی ہے وجہِ تمکین عیانی

فسبحان الّذی اوفی الامانی

یہی ہے باعثِ تنظیمِ ملّت یہی ہے موجب تکریمِ ملّت
یہی ہے شیوۂ تسلیمِ ملّت اسی نے احمدیّت ہے بڑھانی

فسبحان الّذی اوفی الامانی

اسی سے شوکتِ ابناءِ فارس اسی سے شہرتِ ابناءِ فارس
اسی سے رفعتِ ابناءِ فارس الٰہی دائماً صاحبقرانی

فسبحان الّذی اوفی الامانی

اسی سے شوکتِ ابناءِ اسلام اسی سے عزّت و اعلاءِ اسلام
اسی سے ہمّتِ اجراءِ اسلام بشارت ہے یہ اکمل کی زبانی

فسبحان الّذی اوفی الامانی

قسط ۱

حضرت بابا نانک کا اسلام

اور

سکھ صاحبان کے اعتراضات کے جواب

ذیل کا مضمون قسط وار شائع ہو رہا ہے۔ یہ مضمون مکرم جناب خواجہ عباد اللہ صاحب گیانی کی تحقیق کا نتیجہ ہے۔ جزاہ اللہ خیراً ——— (ایڈیٹر)

پہلا اعتراض

اگر بابا نانک صاحب نے اسلام قبول کر لیا تھا اور وہ اپنا آبائی دھرم چھوڑ کر مسلمان بن گئے تھے تو چاہیے تھا کہ آپ کا نام تبدیل کر دیا جاتا۔ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کے والدین نے آپ کا نام "نانک" رکھا اور آخر تک آپ اسی نام سے پکارے گئے۔ یعنی اس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ اس صورت میں یہ کیونکر تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ آپ مسلمان بن گئے تھے؟

جواب

اس اعتراض کے کئی جوابات ہیں۔ اول یہ کہ یہ کوئی اسلامی مسئلہ نہیں کہ ہر ایک نو مسلم کا نام تبدیل کر دیا جائے۔ اسلام کی تاریخ شاہد ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سینکڑوں اور ہزاروں کافر بت پرست اور مشرک لوگ اسلام میں داخل ہوئے لیکن ان میں سے کسی کے نام میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔ اور انہیں آخر تک اسی نام سے پکارا گیا جس سے کہ اسلام سے قبل انہیں پکارا جاتا تھا۔ البتہ اُن لوگوں کے نام ضرور تبدیل کئے گئے جن کے ناموں سے شرک کی بو آتی تھی۔ یعنی وہ مشرکانہ نام تھے۔ باقی کسی بھی شخص کا نام محض نام کے تبدیل کرنے کی خاطر نہیں بدلا گیا۔

(۲) سکھ لٹریچر سے اس امر کا پتہ چلتا ہے کہ خود سکھوں کے نزدیک بھی نانک نام ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں میں یکساں طور پر رکھا جاتا ہے۔ آج کل بھی پنجاب کے دیہات میں ہندوؤں اور مسلمانوں میں "نانک" نام رکھنے کا رواج پایا جاتا ہے۔ اور نانک نام کے متعدد ہندو اور مسلمان ملتے ہیں۔ اس سلسلہ میں ایک غیر مسلم مسٹر میکالف کی یہ شہادت ہے:-

"Nanak is thus a name of usual occurance both among Hindus and

Musalmans."
(History of the
Sikhs, P. 39)

یعنی :-

"نانک نام عام طور پر ہندوؤں
اور مسلمانوں میں غریبوں اور امیروں میں
یکساں طور پر رکھا جاتا ہے"
(ترجمہ از سکھ اتہاس ص۳۹)

جنم ساکھی بھائی بالا کے ابتدا میں مرقوم ہے کہ جب پنڈت نے غور و فکر کے بعد باباجی کا نام "نانک" تجویز کیا تو آپ کے والدین نے کہا کہ یہ نام ہندوؤں اور مسلمانوں میں مشترک ہے اسلئے اس کی بجائے کوئی اور نام تجویز کرو (ملاحظہ ہو جنم ساکھی بھائی بالا ص۶) باباجی کے والدین کا یہ قول دوسری سکھ کتب میں بھی درج ہے (ملاحظہ ہو نانک پرکاش پورباردھ ادھیائے ۴ ص۱۵۹ و گورو نانک سور جودے جنم ساکھی ص۸ وغیرہ)

(۳) باباجی نے خود اپنا جو نام ظاہر کیا ہے وہ بھی آپ کا اسلام سے تعلق ظاہر کرتا ہے۔ اور بتاتا ہے کہ آپ نے ہندوؤں سے اپنا رشتہ توڑنے کی غرض سے اپنے نام میں بھی کچھ مناسب ترمیم کر لی تھی۔ چنانچہ جنم ساکھی کے ایک مقام پر مرقوم ہے کہ باباجی نے خود اپنا نام "نانک شاہ ملنگ" بیان کیا تھا جیسا کہ لکھا ہے :-

"باقی سچ خدا ئیسدی
کہے نانک شاہ ملنگ"
(جنم ساکھی بھائی بالا ص۲۰۸)

پس "نانک شاہ ملنگ" کسی ہندو یا سکھ کا نام نہیں ہو سکتا۔ یہ وہ نام ہے جو خود باباجی نے اپنا بیان کیا ہے۔ اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ آپ نے اپنے نام میں مناسب ترمیم کر لی تھی تا کہ کسی کو آپ کے اسلام کے بارہ میں کوئی شبہ باقی نہ رہے۔

مشہور سکھ ودوان بھائی گورداس نے "ملنگ" مسلمانوں میں شامل کئے ہیں۔ چنانچہ ان کا بیان ہے :-

شہدے لکھ شہید ہوئے
لکھ ابدال "ملنگ" مولانے
(وار ۸ پوڑی ۸)

پنجابی شبد بھنڈار میں "ملنگ" کے بارہ میں یہ بیان کیا گیا ہے :-

"ملنگ :- لمبے کھلے بالوں والا مسلمان فقیر بے پرواہ۔" (ترجمہ از پنجابی شبد بھنڈار ص۹۰۹)

سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھہ نے "ملنگ" لفظ کی تشریح میں لکھا ہے :-

"ملنگ مسلمانوں کا ایک فرقہ ہے جو زندہ شاہ مدار سے شروع ہوا ہے۔ ملنگ سر کے کیس نہیں منڈاتے۔"
(ترجمہ از مہان کوش ص۲۸۶۶)

پس باباجی کا اپنے نام کے ساتھ ملنگ لفظ شامل کر کے اپنا نام "نانک شاہ ملنگ" بیان کرنا خود کو مسلمان ظاہر کرنا مقصود تھا اور یہ بھی بتا دینا مقصود تھا کہ ان کا تعلق زندہ شاہ مدار سے ہے۔ کیونکہ جنم ساکھیوں میں مرقوم ہے کہ آپ نے اپنے پیر کا نام "زندہ پیر" بتایا ہے (ملاحظہ ہو جنم ساکھی بھائی بالا ص۲۵۲) اور یہ زندہ پیر زندہ شاہ مدار ہی ہو سکتا ہے۔ اسی بنا پر آپ نے اپنے نام کے ساتھ "شاہ" اور "ملنگ" کے الفاظ شامل کئے تھے ÷ (باقی)

نیا تبصرہ جات

نئی کتابیں

(ہمارے تبصرہ نگار کے قلم سے)

{ اس عنوان کے ماتحت ادارۂ الفرقان کو برائے تبصرہ موصول ہونے والی کتابوں پر تبصرہ اور ریویو کیا جایا کرے گا۔ تبصرہ کے لئے یہ شرط ہے کہ اس غرض سے کتاب کے دو نسخے بھیجے جایا کریں۔ (ادارہ) }

(۱) "درد و درماں"

از ـــــ جناب شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ لائل پور۔

زیر نظر کتابچہ مصنف کی مختلف درد انگیز منظومات فارسی کا مجموعہ ہے۔ یہ مجموعہ مصنف کی کاوشوں اور گہرے خیالات کا حاصل ہے اور اسی نسبت سے اسے درد و درماں کا نام دیا گیا ہے۔

محترم شیخ صاحب موصوف کسی قسم کے تعارف کے محتاج نہیں۔ جماعت احمدیہ کے ایک جیّد عالم ہونے کی حیثیت سے انہیں جو مرتبہ حاصل ہے اس کے اس جگہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

"درد و درماں" سات حصوں پر مشتمل ہے۔ راز و نیاز، راہ و رسم منزل ہا، مثنوی الجہاد فی الاسلام، فریاد و فغاں، فیضانِ احمدیت، زندگانِ جاوید اور قطعاتِ تاریخ۔ ہر حصہ میں مضمون کے لحاظ سے جملہ نظموں کی تقسیم کی گئی ہے جو یقیناً قارئین کے لئے مفید ثابت ہوگی۔ پہلے حصہ میں بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے اُس عدیم المثال عربی قصیدہ کا فارسی منظوم ترجمہ کیا گیا ہے جو درج ذیل شعر سے شروع ہوتا ہے ؎

یاعین فیض اللہ والعرفان
یسعی الیک الخلق کالظمان

مصنف کی یہ عرق ریزی یقیناً قابلِ ستائش ہے اور قدر دانوں کے لئے ایک قیمتی خزانہ سے کم نہیں ہے۔ اسی طرح پانچویں حصہ "فیضانِ احمدیت" کے شروع میں شرائطِ بیعت کا دلپذیر فارسی منظوم ترجمہ شامل ہے۔ چھٹے حصے کے شروع میں حضرت نعمت اللہ خان شہید کا وہ تاریخی اور ایمان افروز خط بھی شامل ہے جو انہوں نے افغانستان کے قید خانہ سے لکھا تھا۔ خط یقیناً پڑھنے کے لائق ہے۔

مصنف نے قارئین کی سہولت کی خاطر اور اپنے مطلب کی وضاحت کی غرض سے متعدد جگہ مشکل الفاظ کے معانی اور مطالب بھی درج کر دیئے ہیں۔ اس طرح کتاب کی افادیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ کتاب مجموعی طور پر طبعی اغلاط سے مبرّا ہے۔

یہ کتاب دلچسپی رکھنے والے حضرات کے لئے

ایک قیمتی ذخیرہ اور قابلِ قدر مجموعۂ کلام ہے۔ کتاب میں جگہ جگہ مذہبی روایات اور روحانی معارف سے متعلق اشعار ازدیادِ ایمان اور ترغیب و تحریص کا باعث ہوتے ہیں۔

ٹائیٹل دبیز اور سادہ۔ کاغذ اعلیٰ۔ کتابت و طباعت عمدہ۔ ضخامت $\frac{20\times30}{16}$ سائز کے ۱۶۰ صفحے۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ۔ ملنے کا پتہ درج نہیں۔ ممکن ہے کہ مصنف کے ذاتی پتہ[1] سے دستیاب ہو سکے۔ (ع۔م۔د)

---

(۲) آئینہ حقیقت نما (جلد اوّل و دوم)

از ــــ جناب مولانا اکبر شاہ خاں نجیب آبادی

خوبصورت گرد پوش سے مزیّن زیرِ نظر کتاب مشہور مؤرخ جناب اکبر شاہ خاں نجیب آبادی کی اُن نادر، اہم اور محققانہ تصانیف میں سے ایک ہے جو انہوں نے وقتاً فوقتاً اسلام اور فدائیانِ اسلام کے خلاف پیدا کردہ غلط خیالات کی تردید میں لکھیں۔

حقیقت یہ ہے کہ انگریزوں کی شروع سے یہ پالیسی رہی ہے کہ وہ اسلام، مسلم فاتحین، دیگر اولیائے کرام اور پارسا لوگوں کے متعلق غلط اور بے بنیاد خیالات پھیلاتے رہے۔ اُن کا مقصد یہ تھا کہ اس طرح مسلمانوں میں احساسِ کمتری پیدا کیا جائے۔ اور اُن کو اُن کے آباؤ اجداد کے زرّین اور قابلِ صد افتخار کارناموں سے بے خبر رکھ کر اُن پر حکمرانی کی جاسکے اور اُن کو ہمیشہ کے لئے ذہنی غلامی میں جکڑ لیا جائے۔ انگریزوں کی کوشش کا یہ نتیجہ ہے کہ آج مسلم جرنیلوں کے صحیح حالات کے متعلق گنتی کی کتب مل سکتی ہیں۔ اور اُن کی کاوش کے نتیجہ میں آج مسلم اقوام کے اذہان پر غلامی، احساسِ کمتری اور اپنی کمزوری کے دبیز پردے ڈالے جا چکے ہیں۔

ان حالات میں مسلم مؤرخین اور محققین کا اوّلین فرض ہے کہ وہ اس بارے میں اپنی قوم کی صحیح راہنمائی کریں۔ اس سلسلہ میں کی جانے والی کوششوں میں سے ایک قابلِ قدر سعی "آئینہ حقیقت نما" کی صورت میں اس وقت ہمارے سامنے ہے۔

جہاں تک اسلامی تاریخ کی عمومی ضرورت کا سوال ہے مندرجہ بالا فقرات سے اس کی اہمیت ظاہر و باہر ہے لیکن اس کتاب کے طرزِ بیان اور زبان کی شُستگی نے اس کی افادیت کو اور بھی بڑھا دیا ہے۔

اگرچہ یہ کتاب تاریخی واقعات اور درحقیقت اسلامی تاریخ پر ہی مشتمل ہے لیکن اسے تاریخ کی ایک کتاب سمجھ کر اس کی اہمیت کو کم نہیں کرنا چاہیئے۔

فاضل مصنّف نے اس کتاب میں اسلامی تاریخ کی صحیح تحقیق اور مدلّل وضاحت کرنے کے ساتھ ساتھ ہمارے سامنے ہمارے اسلاف کے زرّین کارہائے عظمت کو فریب کے جامہ سے نکال کر اور حقیقت کا

---

[1] نوٹ:۔ یہ کتاب مکتبہ الفرقان ربوہ سے مل سکتی ہے۔ (مینیجر مکتبہ الفرقان)

لبادہ پہنا کر ایک دلنشین رنگ
میں پیش کیا ہے۔

زیرِ نظر کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔ جو ایک ہی جلد میں شامل ہیں۔ کتاب کے پہلے حصہ میں مصنف نے اسلام کے متعلق چند بنیادی باتیں بتانے کے بعد اسلامی نظام حکومت اور مسلم فاتحین کا ذکر تفصیل سے کیا ہے۔ اس کے بعد مصنف نے فاتح اسلام محمدؐ بن قاسم کے حالات نہایت پُر وقار شان میں لکھے ہیں۔ محمود غزنوی اور دیگر فاتحین کے وہ حالات جن کو پڑھ کر مسلمانوں کی گردنیں فخر سے تن جاتی ہیں۔ اُن کو فاضل مصنف نے نہایت احتیاط لیکن کافی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ پہلے حصہ میں خاندان خلجی تک کے حالات درج ہیں۔

تاریخ کے دوران مختلف جگہوں
پر پیدا ہونے والے شبہات
اور اعتراضات کا فاضل مصنف
نے نہایت مؤثر رنگ میں جواب
دیا ہے۔ اور اسلامی فاتحین کے
چمکدار چہرہ سے ہر بدنما داغ دھونے
کی کوشش کی ہے۔

کتاب کے دوسرے حصہ میں خاندان تغلق سے لے کر خاندان لودھی تک کے واقعات مندرج ہیں۔ اس حصہ میں بھی مصنف نے اپنے فاضلانہ طرز استدلال اور اپنے خصوصی طرز بیان کا طریق جاری رکھا ہے۔ اتنی ضخیم کتاب ہونے کے باوجود مصنف نے کتاب کی دلچسپی کو شروع سے آخر تک تسلسل کے ساتھ قائم رکھا ہے جو یقیناً قابلِ قدر ہے۔

کتاب کے شروع میں فاضل مصنف نے کتاب کے لکھنے کی غرض و غایت لکھی ہے۔ اور کتاب پڑھ لینے کے بعد یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ مصنف نے اپنا قول پورا کر دکھایا ہے اور اس سلسلہ میں ہر ممکن کوشش کر ڈالی ہے۔

کتاب کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ کتاب میں جا بجا مختلف کتب کے حوالہ جات دے کر کتاب کو مدلل اور مستند بنا دیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں کئی ایک غیر مسلم مؤرخین کے خیالات بھی درج ہیں اور بعض نایاب تحریرات بھی شامل ہیں اور "اس طرح یہ کتاب جھوٹے خیالات پھیلانے والے لوگوں کے لئے سمِ قاتل کی حیثیت رکھتی ہے۔"

یہ کتاب نہ صرف طلبا اور معلّمین کے لئے ایک مفید راہنما ہے بلکہ عام ناظرین کے حق میں بھی یہ کتاب بہت مفید ہوگی۔ نفیس اکیڈمی کراچی نے اس کو شائع کر کے یقیناً ایک نہایت اعلیٰ خدمت سرانجام دی ہے۔

کاغذ اعلیٰ ۔۔۔ کتابت و طباعت عمدہ ۔۔۔
سرورق دو رنگا اور خوشنما۔ ضخامت ۲۰×۲۶/۸ سائز کے ۴۴۲ صفحات۔ جلد مضبوط۔ قیمت مجلد بارہ روپے۔
ناشر:۔ نفیس اکیڈمی بلاسس اسٹریٹ کراچی۔

(ع۔م۔ر)

رسالہ الفرقان

آپ کا اپنا رسالہ ہے۔ براہ کرم اپنے حلقۂ اثر میں اسکی توسیع اشاعت میں ہر ممکن کوشش فرمائیے! (مینجر الفرقان)

شذرات

(۱) سکھ لیڈر جناب ماسٹر تارا سنگھ صاحب کا اہم بیان

"امرتسر ۱۹ اپریل ۔ پاکستان کے دورے سے واپس آکر آج شرمیان ماسٹر تارا سنگھ جی نے پنجاب کی مسجدوں کی حفاظت سے متعلق ایک خاص بیان جاری کیا ہے ۔ اور اس کے ساتھ ہی خاص خاص مسجدوں اور خانقاہوں کی مرمت کے لئے فنڈ جمع کرنے کی اپیل کی ہے ۔ ماسٹر جی نے اپنی طرف سے اس مقصد کے لئے **ایک ہزار روپیہ دینے کا اعلان کیا** ہے ۔ ماسٹر جی نے بیان میں کہا ہے کہ مَیں نے پہلے بھی ایک مرتبہ کہا تھا کہ **مسلمانوں نے گوردوارہ شہید گنج کی حفاظت کر کے اپنی فراخ دلی کا ثبوت دیا ہے** ۔ یہ وہ گوردوارہ ہے جہاں مسلمان مسجد ہونے کا دعویٰ کرتے تھے اور اسے حاصل کرنے کی غرض سے انہوں نے مقدمہ کیا ۔ بہت ایجی ٹیشن کی جس کے نتیجہ میں صوبہ سرحد میں آباد ہندوؤں سکھوں کو بہت تکلیف ہوئی ۔ اتنی بھاری ایجی ٹیشن کے بعد بھی مسلمان کامیاب نہ ہو سکے ۔ اب جبکہ پاکستان بن گیا ہے اور اس گوردوارے کو مسجد میں تبدیل کر لینے میں کوئی روکاوٹ نہیں رہ گئی تھی ۔ ایسی حالت پیدا ہونے پر مسلمانوں نے **فراخ دلی** کا ثبوت دیکر اس گوردوارے میں کسی قسم کا دخل دینا چھوڑ دیا ہے ۔ اب گوردواروں اور دوسرے مقدس مقامات کی حفاظت کے لئے پاکستان کے مسلمانوں نے ایک تنظیم قائم کی ہے اور پاکستان میں رہ گئے گوردواروں اور ہندو مندروں کی حفاظت کی طرف خاص توجہ دی جا رہی ہے ۔ اس تنظیم کو پاکستان کی حکومت کی ہمدردی اور تعاون بھی حاصل ہے ۔ یہ کام کر کے مسلمانوں نے **اپنے مذہب کو بلند کیا ہے** اور نیک نامی حاصل کی ہے ۔ ہمارے لئے یہ **ایک نیک نمونہ** ہے اور اگر ہماری حکومت ہم سے پوری ہمدردی اور تعاون نہ بھی کرے تو بھی پنجاب میں ان کی مساجد اور خانقاہوں کی حفاظت کرنے کے لئے جو کچھ ہم کر سکتے ہیں ہمیں کرنا چاہیئے ۔ اس طرح ہم سکھ اصولوں کی پالن کریں گے ۔ کیونکہ گورو گوبند سنگھ جی نے خالصہ پنتھ بنایا ہی دھرم کی حفاظت کرنے کے لئے تھا ۔ ہر گاؤں اور ہر محلہ کی مسجد کو قائم کرنا تو بہت مشکل ہے **مگر خاص تاریخی اہمیت رکھنے والی یا مسلمانوں کے لئے خاص عزت رکھنے والی مسجدوں اور خانقاہوں کو قائم کرنے کے لئے ہم سے جو بھی ہو سکے فوری طور پر کرنا شروع کر دینا چاہیئے** ۔ اور حکومت کی امداد یا ہمدردی کا انتظار نہیں کرنا چاہیئے ۔ خاص خاص مسجدوں اور خانقاہوں کی مرمت کے لئے مَیں **ایک ہزار روپیہ** جو مجھے اپنی مرضی سے خرچ کرنے کے لئے ملا ہے آج شرومنی اکالی دَل کے پاس جمع کروا تا ہوں اور سکھوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ بھی اپنی حیثیت کے مطابق اس نیک کام کے لئے شرومنی اکالی دَل کو مدد دیں ۔ میری یہ بھی درخواست ہے کہ جہاں بھی کہیں کوئی مسجد یا خانقاہ ہے اس کی حفاظت کی جائے ۔ اور اس کی یاترا

کے لئے آنے والے مسلمانوں کی ہر طرح سے حفاظت اور خدمت کی جائے۔" (اخبار "اکالی" گورمکھی۔ جالندھر ۲۲ راپریل سنہ ۱۹۶۰ء)

(۲) جماعت احمدیہ اور تحریک جدید

(از جناب چودھری احمد جان صاحب وکیل المال)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مفصلہ ذیل ارشادات آپ کی فوری توجہ کے لئے پیش ہیں:-

(۱) "غرض تحریک جدید کے اصول ایسے ہیں کہ ان پر عمل قومی ترقی کے لئے نہایت ضروری چیز ہے اور آج جبکہ دوسرے لوگ بھی ان اصول پر عمل کر رہے ہیں۔ ہماری جماعت کو اس سے سبق حاصل کرنا چاہیئے اور پہلے سے بھی زیادہ زور کے ساتھ اس تحریک کو زندہ کرنا چاہیئے۔"

(۲) "جماعت میں ہر جگہ تحریک جدید کے سیکرٹری مقرر ہیں۔ مگر ان کا کام صرف یہ نہیں کہ لوگوں سے چندہ وصول کریں بلکہ ان کا یہ بھی کام ہے کہ وہ تحریک جدید کی سکیم پر لوگوں کو عمل کرنے کی تحریک کریں۔"

(۳) "آئندہ ہمیں کفر سے جو جنگ پیش آنے والی ہے وہ پہلی جنگوں سے بہت بڑھ کر ہو گی۔ اور اس میں پہلی قربانیوں سے زیادہ قربانیاں کرنی پڑیں گی۔ اگر ہم وہ قربانیاں پیش نہیں کریں گے تو ہمارا انجام اچھا نہیں ہوگا۔ اور ہم اللہ تعالیٰ کے حضور کبھی سرخرو نہیں ہو سکیں گے۔"

(۴) "اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری جماعت کے ہر فرد کو بُرے انجام سے بچائے اور اسے قربانیوں کے میدان میں ہمیشہ اپنا قدم آگے ہی آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرما دے۔ تاکہ قیامت کے دن ہمارا اس کے حضور پیش ہونا ایک کامیاب اور بامراد اور باوفا خادم طرح ہو نہ کہ بے وفا اور ناکام اور غدار غلام کی مانند۔"

پس ضروری ہے کہ:-

(۱) جو افراد جماعت ابھی تک تحریک جدید کے جہاد میں شامل نہیں ہوئے انہیں تحریک کر کے شمولیت کی سعادت حاصل کروا دیجئے۔
ہر مرد، ہر عورت اور ہر بچے کو اس مالی قربانی میں حصہ لینے کی ضرورت ہے۔

(۲) جنہوں نے وعدہ جات کئے ہیں اور تاحال ادائیگی نہیں کر سکے وہ فوری ادائیگی فرمائیں۔

(۳) جن کے ذمے بقایاجات ہیں وہ یکمشت یا بذریعہ اقساط ادائیگی شروع فرما دیں۔

(وکیل المال تحریک جدید ربوہ)

ڈاک کا پتہ

حساب کتاب سے متعلق تمام خطوط "مینیجر ماہنامہ الفرقان ربوہ" کے نام اور مضامین وغیرہ "ایڈیٹر ماہنامہ الفرقان ربوہ" کے نام آنے چاہئیں۔ (ادارہ)

روزنامہ الفضل ربوہ

الفضل جماعت احمدیہ کا ترجمان ہے۔ جماعت احمدیہ ایک تبلیغی اور علمی جماعت ہے، اس کی اشاعتِ اسلام کے متعلق کوششیں دنیا کے کونے کونے میں پھیل رہی ہیں۔ روزنامہ الفضل کے ذریعہ علمی اور تربیتی عالمانہ مقالات کے علاوہ اسلام کی ترقی کے متعلق جملہ خبریں بھی اشاعت پذیر ہوتی ہیں اور دنیا کے مختلف ممالک میں اسلام کے مجاہدین کی کامیابیوں کا ذکر ہوتا ہے۔ مخالفینِ اسلام کے غلط اعتراضات کی تردید کی جاتی ہے سلسلہ احمدیہ کی تنظیم اور تحریکات کا علم بھی اس روزنامہ سے ہوتا ہے سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ اس روزنامہ کے ذریعہ سے حضرت امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے خطباتِ جمعہ اور دیگر لیکچر پورے انتظام کے ساتھ شائع ہوتے ہیں۔ ملکی تحریکات اور دنیا بھر کی اہم خبریں بھی اشاعت پذیر ہوتی ہیں۔ الغرض روزنامہ الفضل ایک بے نظیر روزنامہ ہے۔ دینی اور دنیوی خبروں کا خزانہ ہے۔ بنا بریں اس اخبار کی خریداری میں سراسر نفع ہے ؎

مینجر روزنامہ الفضل ربوہ پاکستان

"الفردوس"

انارکلی میں

لیڈیز کپڑے کیلئے

آپ کی اپنی

دکان ہے

"الفردوس"

۸۵۔ انارکلی لاہور

آنکھوں کی جملہ بیماریوں کے لئے بے نظیر تحفہ

نورکاجل

- آنکھوں کو جملہ بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔
- بیمار آنکھوں کا علاج ہے۔
- نظر کو صاف اور تیز کرتا ہے۔
- آنکھوں کو گرد و غبار سے صاف کرتا ہے۔
- آنکھوں میں خوبصورتی اور چمک پیدا کرکے چہرہ کے حسن میں اضافہ کرتا ہے۔
- خارش، پانی بہنا، ہیمنی، ناخونہ کا بہترین علاج ہے۔

بیسیوں جڑی بوٹیوں کے جوہر سے تیار کیا گیا ہے اور پچاس سالہ تجربہ کے بعد پیش کیا جا رہا ہے

لہٰذا

اپنی اور اپنے بیوی بچوں کی آنکھوں کو تندرست اور خوبصورت رکھنے کے لئے ہمیشہ **نورکاجل** استعمال کیجئے!

بوقتِ ضرورت ایک ایک سلائی آنکھوں میں ڈالیں —

قیمت فی شیشی

ایک روپیہ چار آنے

علاوہ محصول ڈاک و پیکنگ

تیار کردہ

خورشید یونانی دواخانہ

گولبازار۔ربوہ

طابع و ناشر:۔ ابوالعطاء جالندھری ٭ مطبع:۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ ٭ مقام اشاعت:۔ دفتر الفرقان ربوہ ضلع جھنگ

الفرقان ربوہ

فہرست کتب مکتبہ الفرقان

مئی سنہ ۱۹۶۰ء

نام کتب	قیمت
حیاتِ طیبہ (دوسرا ایڈیشن) مصنفہ شیخ عبدالقادر صاحب فاضل	۶/۸/-
شانِ رسول عربیؐ (حضرت مسیح موعودؑ کے اقتباسات)	۴/-/-
بہائی تحریک کے متعلق پانچ مقالے (مجلد)	۲/۴/-
بہائی شریعت اور اس پر تبصرہ	۱/۱۲/-
احکام القرآن	۴/۸/-
اسلام پر ایک نظر	-/۱۰/-
رسالہ فتوحاتِ الٰہیہ (مجلد)	۱/-/-
نیو ڈسکوری (انگریزی، عربی اور اردو کا ٹریکٹ)	-/۲/-
ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مجلد)	۴/-/-
حقیقۃ النبوۃ (حصہ اوّل)	۳/-/-
تاریخ تبلیغ اسلام در ہندوستان	۱/۸/-
کلمۃ الحق (شیعوں سے مباحثہ)	-/۸/-
درود شریف	۱/۴/-
نشانِ رحمت	-/۴/-
اسلام کا اقتصادی نظام	۱/۸/-
نظامِ نو	۱/۴/-
حیاتِ قدسی (حصہ چہارم)	۲/-/-
حیاتِ قدسی (حصہ اوّل)	۱/-/-
نبذۂ از کلامِ احمد علیہ السلام (فارسی) مجلد	-/۱۲/-
مکتوبات احمدیہ جلد ہفتم	۱/۸/-
قادیانی مسئلہ کا جواب	-/۱۲/-
بیاضِ مسیحا جلد دوم	۲/۴/-
مولانا مودودی کے تحقیقاتی عدالت میں تحریری بیان پر صدر انجمن احمدیہ کا تبصرہ	-/۱۵/-
حیات بقاپوری (حصہ دوم)	-/۱۲/-
مسلمان عورت کی بلند شان (غیر مجلد)	۱/۴/-
" " " (مجلد)	۱/۸/-
ہماری ہجرت اور قیامِ پاکستان (غیر مجلد)	-/۶/-
اسلامی اصول کی فلاسفی	-/۱۲/-

نام کتب	قیمت
تبلیغ ہدایت مجلد	۳/-/-
مختار گل۔ الموسوم بہ دل کا سرور	۱/-/-
مقامات النساء (احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم)	۱/-/-
محاسن کلامِ محمود	-/۸/-
اصولِ قرآن فہمی	-/۸/-
اُسوۂ کامل (تقریر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ)	-/۴/-
تحقیقاتی عدالت میں حضرت امام جماعت احمدیہ کا بیان	-/۲/-
علمی معجزہ (براہین احمدیہ کا ایک بصیرت افروز مقالہ)	-/۶/-
اسلام اور اشتراکیت پر ایک نظر	-/۱/-
واقعات شہید مرحوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ	-/۳/-
ان کے عقائد اور ہمارے اعمال	-/۲/-
کلمۃ الیقین فی تفسیر خاتم النبیین یعنی خاتم النبیین کے بہترین معنے	-/۲/-
بانی بہائیت کا دعویٰ الوہیت	-/۱/-
کلید ترجمہ قرآن مجید جلد اوّل	۲/۸/-
" " " جلد دوم	۲/۸/-
فقہ احمدیہ (شمعِ حرم معہ قندیلِ حرم)	۳/-/-
امام المتقین	۱/۸/-
نجات المسلمین	-/۱۲/-
جاء الحق	-/۸/-
خلافتِ حقہ	-/۸/-
ظہور احمد موعود	۱/-/-
شہید الحق	۱/-/-
نور احمد احمدی	-/۵/-
انعامات خداوند کریم	۳/-/-
میری داستان	۱/-/-
ایک غلطی کا ازالہ کی تشریح	-/۴/-
اصحاب کہف کے صحیفے	-/۱۲/-
آپ بیتی	-/۸/-

نوٹ:۔ محصول ڈاک علاوہ ہے۔ خاکسار۔ مینجر مکتبہ الفرقان ربوہ۔ پاکستان